امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

ماہنامہ شریعت

جلد 6 ذی الحجۃ 1438ھ بمطابق اکتوبر 2017ء شمارہ 8

حوصلہ ہارنے والا کون؟

ٹرمپ کی نئی پالیسی بھی ناکام رہی

افغانستان کا مستقبل محفوظ رکھیں!

بھٹکے ہوئے لکھاری

افغانی امریکی فوجیوں کو قتل کریں!

ٹرمپ کے جنگی نمائندوں پر راکٹ حملے

اصلی ہیرو مجاہدین ہیں

فرمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اجتنبوا السبع الموبقات قالوا يا رسول الله وما هن قال الشرک بالله والسحر وقتل النفس التي حرم الله إلا بالحق وأكل الربا وأكل مال اليتيم والتولي يوم الزحف وقذف المحصنات المؤمنات الغافلات - متفق عليه

ترجمہ: سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سات ہلاک کر دینے والی چیزوں سے بچو۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! یہ سات ہلاک کرنے والی چیزیں کیا ہیں؟ فرمایا: (۱)... اللہ کے ساتھ کسی شریک کرنا۔ (۲) جادو کرنا۔ (۳) اور کسی کی جان کو قتل کرنا۔ جس کو قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ۔ 4۔ سود کھانا۔ 5۔ یتیم کا مال کھانا۔ 6۔ کافروں سے لڑائی کے وقت پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا۔ 7۔ بے خبر پاک دامن، ایمان دار عورتوں پر تہمت لگانا۔

Designed by ...

فرمان امیر المومنین شیخ الحدیث ھبۃ اللہ اخندزادہ حفظہ اللہ

امریکا کو یہ بات سمجھنی چاہیے کہ افغانستان میں جنگ کا دوام، بمباری میں اضافہ، نہتے افغانوں کا قتل عام، ان کی سرزمین میں اپنے سیاسی حریفوں کو ڈرانا اور جدید اسلحہ آزمانے کی غرض سے بموں کی ماں کا استعمال کرنا، جہادی مزاحمت کو بدنام اور کمزور کرنے کی خاطر ان کے خلاف مختلف ناموں سے مسلح گروہوں کا سامنے لانا، ان کی فنڈنگ اور تشہیر کرنا، افغانوں کے درمیان قومی، علاقائی اور لسانی نفرتوں کو ابھارنا جیسے فتنوں کو بھڑکانے سے کبھی بھی وہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ افغان وہ قوم نہیں ہے، جو کسی قوت کے سامنے گھٹنے ٹیک دے۔ ہماری تاریخ سے غافل مت ہو جاؤ۔ آپ کے لیے یہی کافی ہے کہ آپ کے گزشتہ 16 برس فالتو اور بے مقصد جنگ میں گزر گئے ہیں۔ بے فائدہ اخراجات کیے اور اپنی سیاسی و فوجی حیثیت بھی خراب کر ڈالی ہے۔ کثیر تعداد میں فوجی ہلاکتیں ہوئی ہیں۔ افغانوں کو شہید اور معذور کیا گیا۔ گھروں اور دیگر بنیادی ڈھانچوں کو تباہ کر کے افغانستان کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا ہے۔

امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

ماہنامہ شریعت

جلد ۶/ ذی الحجہ ۱۴۳۸ / اکتوبر ۲۰۱۷ / شمارہ ۸

مدیر اعلیٰ: ولید افغان

نائب مدیر: شمس ابدالی

مجلس مشاورت

ملا اسد افغان — ہارون بلخی

اکرم تاشفین — محمد فرہاد جانباز

سیف العادل احرار

ڈیزائننگ: مولوی محمد فاروق

قیمت فی شمارہ 30 روپے

سالانہ 350 روپے

سالانہ زر تعاون

امریکا، آسٹریلیا، افریقا، یورپی ممالک: 40ڈالر

سعودی عرب، متحدہ عرب امارت: 30ڈالر

بنگلہ دیش: 28ڈالر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

'ماہنامہ شریعت' امارتِ اسلامیہ افغانستان کا اردو زبان میں واحد اور باضابطہ دینی، ثقافتی اور سیاسی مجلہ ہے۔ یہ امارت اسلامیہ کے رسمی 'میڈیا و ثقافتی کمیشن' کی جانب سے شایع ہوتا ہے۔ ماہنامہ شریعت افغانستان میں جاری اسلام و کفر کی کشمکش، سیاسی و جہادی واقعات و حالات اور ستم رسیدہ مسلمانوں پر روا رکھے جانے والے انسانیت سوز مظالم کا سچا اور چشم دید عکاس ہے۔

عکس دروں

حوصلہ ہارنے والا کون؟ ۲
شہید عبدالرحمن خالد کی پاکیزہ زندگی ۳
فتوحات کی نئی لہر ۵
مابرا دنیا انتقام کا انتظار کرے! ۷
عزت جہاد ہی میں ہے! ۹
بھٹکے ہوئے لکھاری ۱۱
امارت کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد سے گفتگو ۱۳
بے حیثیت اشرف غنی ۱۸
بالآخر خطہ امارت کی حمایت کرے گا ۱۹
افغانستان کا مستقبل محفوظ رکھیں ۲۰
مسلمانوں پر خلافت کا قیام فرض ہے ۲۱
اصل ہیرو مجاہدین ہیں ۲۲
افغانی امریکی فوجیوں کو قتل کریں ۲۳
امریکی فوجیوں کی ہلاکت نقصان دہ ہے ۲۴
ٹرمپ کی جنگی پالیسی کا بی باون ۲۵
امریکہ جنگ ختم کرے ۲۶
ٹرمپ کے جنگی نمائندوں پر راکٹ حملے ۲۷
امریکہ ناکام رہے گا۔ ۲۸
امریکی پروپیگنڈا ناکام رہے گا ۲۹
ٹرمپ کی نئی پالیسی بھی ناکام رہی ۳۰
امریکی حملے کے منفی اثرات ۳۱
مقدسات کی توہین ۳۲
امریکی جنرل نے یہ نہیں بتایا ۳۳
واقعہ ستمبر کے سولہ برس ۳۴
ہم موت کے لیے تیار ہیں؟ ۳۵
وسطی ایشیاء اسلام دشمن حکمران ۳۶
آزادی کون منا سکتا ہے؟ ۳۸
غدار حکومت قوم سے جھوٹ بولتی ہے ۳۹
جنگی جرائم (اگست ۲۰۱۷) ۴۰
افغانستان اگست ۲۰۱۷ میں ۴۱

Twitter: www.twitter.com/shariatmagazine1
Facebook: www.facebook.com/shariatmagazine
Web: www.alemarahurdu.com
E-mail: shariatmagazine@yahoo.com

حوصلہ ہارنے والا کون؟

قارئین کے علم میں ہو گا کہ امریکا کی طرف سے کابل کے کٹھ پتلی ادارے کو دو بلیک ہاک ہیلی کاپٹر دینے کے موقع پر منعقدہ تقریب سے کٹھ پتلی سربراہ اشرف غنی اور نیٹو افواج کے سربراہ امریکی جنرل نیکولسن نے بڑی حیران کن اور قابل تضحیک باتیں کی ہیں۔

جنرل نیکولسن نے کہا کہ نیٹو افغانستان میں انسان دشمن قوتوں کے خلاف لڑ رہا ہے، افغان فوج کے پاس بلیک ہاک ہیلی کاپٹرز کا آنا دشمن کے لیے شکست کا پیغام ہے۔ افغانستان کی فضائیہ طاقت ور ہے، طالبان کے نقصانات کی شرح زیادہ ہو گئی ہے اور وہ حوصلہ ہار گئے ہیں، انہیں اب کامیابی کے خواب نہیں دیکھنے چاہئیں، انہیں چاہئے کہ اب ہتھیار رکھ دیں اور مزید افغانوں کو نہ ماریں ورنہ افغانستان کی ہوائی فوج کے حملوں سے بچ نہیں سکیں گے۔

اسی طرح اشرف غنی نے بھی اپنی پرانی راگ الاپی کہ طالبان افغان فوج کے مقابلے میں کامیاب نہیں ہو سکتے، انہیں چاہئے کہ مذاکرات کریں اور ہتھیار پھینک دیں۔

قارئین کرام! مادی وسائل، مادی قوت اور وقتی حکمرانی کے نشے میں چور غرور و تکبر سے بھری باتیں کرنا اور شیخی مارنا ایمان کی نعمت عظمیٰ سے محروم لوگوں کی پرانی عادت ہے، گزشتہ سولہ برس میں بیرونی غاصبین اور کابل کے کٹھ پتلی حکمرانوں نے اپنی عادت کے مطابق ہر ایسے موقع پر اسی طرح کی بھڑکیاں ماری ہیں اسی لیے ان کی حالیہ باتوں پر تعجب نہیں کرنا چاہئے۔ بس حیرانگی کی بات یہ ہے کہ یہ لوگ نہ صرف افغانوں بلکہ پوری دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونک رہے ہیں، یہ طالبان کو افغانوں کا قاتل اور اپنے آپ کو افغانوں کا نجات دہندہ سمجھ رہے ہیں۔ یہ کتنا بڑا جھوٹ اور حقائق کو مسخ کرنے کی کتنی بڑی ناکام کوشش ہے، امریکا نے اپنے اتحادیوں کے ساتھ افغانستان پر حملہ کر کے یہاں قبضہ جمالیا، اس قبضے کو ۱۶ برس بیت گئے ہیں، ان سولہ برسوں میں افغانستان کا کوئی ایک شہر، گاؤں حتی کہ کوئی صحرا بھی ایسا نہیں بچا جہاں امریکی فوجوں نے بمباری نہ کی ہو اور ہر شہر و گاؤں میں خواتین اور بچوں سمیت ہزاروں افغان شہریوں کو نہ مارا ہو۔

کیا یہی بے چارے افغان انسانیت کے بڑے دشمن ہیں؟ اور کیا یہی انسان دشمنوں کے خلاف جنگ ہے؟ کیا مظلوم افغانوں کی مساجد، مدارس، سکولز، ہسپتال، جنازگاہوں اور دیگر عوامی مقامات پر بمباری کر کے ہر بمباری میں سیکڑوں شہریوں کو مارنا انسان دشمنوں کو مارنا ہے؟ کیا ان مقامات پر امریکی بمباری سے مرنے والے انسان نہیں، حشرات الارض ہیں؟ یا یہاں مرنے والے افغانستان کے وہ باشندے ہیں جنہیں انسان نہیں بلکہ کوئی اور مخلوق کہا جاتا ہے؟

پوری دنیا چیخ چیخ کر کہہ رہی ہے کہ ڈرون حملوں میں طالبان کم اور عام شہری زیادہ نشانہ بنتے ہیں۔ ابھی ۲۰۱۷ اختتام تک نہیں پہنچا کہ عالمی اداروں نے رپورٹس شائع کرنے شروع کر دیے ہیں کہ گزشتہ ۱۶ برس کے دوران ہر سال کی بہ نسبت رواں سال ۲۰۱۷ میں زیادہ عام شہری امریکی بمباریوں کا نشانہ بنے ہیں۔ حال ہی میں ننگرہار، لوگر اور ہرات میں امریکی فوج کی طرف سے کی جانے والی ہر بمباری میں درجنوں عام شہری بے رحمانہ موت مارے گئے ہیں۔ تو کیا یہ بھی انسان دشمنوں کے خلاف جنگ ہے؟

کیا طالبان کے پاس ڈرون، جیٹ اور ہیلی کاپٹرز ہیں جنہیں وہ بمباری کے لئے استعمال کریں؟ کیا طالبان کی اپنی عوام کے ساتھ دشمنی ہے؟ اور کیا ان کی جہاد اور قربانیاں اس لئے ہیں کہ اپنے ہمدرد، ہم کار اور مسلمان بھائیوں کو ماریں؟

جنرل نیکولسن کا کہنا ہے کہ طالبان ہمت ہار چکے ہیں اور ان کے پاس کامیابی کے چانسز نہیں ہیں۔ اس ناکام و نامراد جنرل کی یہ بات یقیناً اس قابل ہے کہ پوری دنیا اس پر ہنسے۔ طالبان ملک کے چاروں طرف صوبے اور بڑے بڑے علاقے فتح کر رہے ہیں، کابل ادارے کے گورنرز، وزراء اور دیگر بڑے حکومتی اہلکار کہہ رہے ہیں کہ ہمارے صوبوں کو سقوط کا خطرہ ہے، پوری دنیا کہہ رہی ہے کہ افغانستان کے نصف سے زائد حصے پر طالبان کی حکومت قائم ہے۔

تو وہ طالبان جو تیرے، تیرے اتحادیوں اور کٹھ پتلی ادارے سے اپنے وطن کے نصف سے زائد حصے کو واپس لینے کی طاقت رکھتے ہیں، وہ مورال باختہ کیسے ہوں گے؟ ان کا حوصلہ بلند ہو گا یا پست؟

خود ٹرمپ نے طالبان کے خلاف لڑی جانے والی اس جنگ کو امریکہ کی سب سے طویل اور نقصان دہ جنگ قرار دیا ہے، جبکہ امریکی وزیر دفاع نے واضح الفاظ میں کہا ہے کہ "یہ جنگ ہمارے جیتنے کی نہیں"۔ جب امریکہ کے حواس باختہ لیڈر اپنی شکست تسلیم کرتے ہیں تو نیکولسن تُو کس منہ سے کہتا ہے کہ طالبان حوصلہ ہار چکے ہیں؟ حوصلہ کون ہار چکا ہے تم اور تمہاری فوج نے یا طالبان نے؟

افغانستان سے واپس جانے والے تمہارے فوجی ذہنی مریض بن چکے ہیں لیکن پوری دنیا مل کر بھی امارت اسلامیہ کا ایک مجاہد ایسا نہیں دکھا سکتے جو دشمن کے خوف سے ذہنی توازن کھو بیٹھا ہو۔ ۱۶ برس تک بہترین جنگی ٹیکنالوجی سے لیس دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں سے برسرپیکار رہنے والا کوئی ایک مجاہد بھی ذہنی بیماری میں مبتلا نہیں ہوا، ایسے لوگوں کو حوصلہ ہارنے والا کہنا کتنا بڑا جھوٹ ہے؟ نیکولسن! کچھ شرم ہوتی ہے، حیا ہوتی ہے۔ تمہیں اتنا بڑا جھوٹ بولتے ہوئے ذرا بھی شرم نہ آئی؟۔

۲۰۰۱ میں جب امریکہ نے اپنے اتحادیوں سے مل کر افغانستان پر حملہ کیا، ہر قسم جدید جنگی وسائل اور اسلحہ سے لیس دنیا کی سب سے بڑی فوج کے تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار فوجی سیکڑوں طیاروں کے ساتھ سرزمین افغانستان پر اترے، تب طالبان کے ہاتھ میں ایک ضلع بھی نہیں تھا، کسی قسم کے مالی وسائل دستیاب نہیں تھے۔ تو جب طالبان اتنے بڑے اور جنگی وسائل سے لیس لاؤ لشکر سے نہیں ڈرے، جب انہیں دیکھ کر طالبان نے حوصلہ نہیں ہارا۔ اور معمولی سے اسلحہ اور بلند و بالا جذبوں اور عزائم کے ساتھ اس اتحاد کے مقابلے کے لئے میدان میں اترے اور برابر ۱۶ برس تک جرات و بہادری سے لڑتے رہے تو آج جب کہ طالبان نے نصف سے زائد افغانستان پر اپنی حکومت قائم کر لی ہے، دشمن کے اتحادیوں میں سے اکثر ممالک نے راہ فرار اختیار کر لی ہے، اتحاد کے سربراہ امریکہ نے واضح الفاظ میں کئی بار شکست کا اعتراف کیا ہے تو ان ساز گار اور موافق حالات میں طالبان کیسے حوصلہ ہار سکتے ہیں؟ اور کیوں کر اپنی کامیابی سے ناامید ہوں گے؟

طالبان کی لڑائی ذاتی نہیں بلکہ بلند اور اعلیٰ اہداف کے لئے ہے اس لئے پوری قوم طالبان کی پشت پر کھڑی ہے، قوم کو طالبان پر اعتماد ہے، قوم طالبان کی حمایت کرتی ہے، اپنے گھروں میں انہیں پناہ دیتی ہے، ان کے لئے اپنے آپ اور بچوں کو خطروں میں ڈالتی ہے اس لیے کہ قوم جانتی ہے کہ مجاہدین حوصلہ ہارنے والے، جھکنے والے، بکنے والے اور قوم کو بے یار و مددگار چھوڑنے والے نہیں، یہ جنگ کو تب تک جاری رکھیں گے جب تک دشمن راہ فرار اختیار نہیں کر لیتا اور قوم و ملت ان کے شر و فساد سے امن میں نہیں ہو جاتی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

شہید عبد الرحمن خالد کی پاکیزہ زندگی

احمد اللہ وثیق

امارت اسلامیہ نے موجودہ دور میں ابتدائے اسلام کے مسلمانوں کے قابل فخر کارناموں کی یاد تازہ کر دی ہے۔ دیگر اوصاف کے علاوہ امارت اسلامیہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ رہنماؤں اور زعماء نے ہمیشہ ایک عام مجاہد کی طرح اللہ کے دین کے دفاع کے لیے خود کو قربانی کے میدان میں پیش کیا ہے۔ انہوں نے اپنی جان ومال کی قربانی سے دریغ نہیں کیا ہے۔ افغانستان پر مریکی یلغار کی پہلی رات پہلی قربانی امارت اسلامیہ کے بانی ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے چچا مولوی محمد حنیف نے دی۔ اس قربانی کے بعد ملا محمد عمر مجاہد نے دشمن پر واضح کر دیا کہ وہ میدان کارزار سے راہ فرار اختیار کرنے والے نہیں ہیں۔ وہ مجاہدین کی صف اول میں ہَر اول دستے کا کردار ادا کرتے رہیں گے۔

امارت اسلامیہ کے دوسرے امیر ملا اختر محمد منصور شہید نے بھی عظیم قربانی دے کر ایسی تاریخ رقم کی، جس نے صحابہ کے دور کی یاد تازہ کر دی۔ امارت کے جس رُکن نے منصور شہید رحمہ اللہ کی جھلسی ہوئی لاش کا معائنہ کیا تھا، انہوں نے بتایا کہ ان کے پورے جسم میں ذرا سی جگہ بھی آگ سے محفوظ نہ رہی تھی۔ ان کا کہنا تھا کہ ہمارے محبوب قائد نے دین اسلام کے دفاع کے لیے اللہ کی راہ میں عظیم قربانی دے کر تاریخ رقم کی ہے۔ انہوں نے ثابت کیا ہے کہ ہم سب اسلام کے لیے ہر قسم کی قربانی دینے کے لیے ہمہ وقت تیار ہیں۔

ہماری قربانیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمارے موجودہ امیر شیخ ہبۃ اللہ اخندزادہ صاحب حفظہ اللہ نے بھی اپنا امتحان دے دیا ہے۔ انہوں نے اپنا جگر گوشہ نوجوان بیٹے کو دوسرے مجاہدین سے پہلے استعماری قوتوں کے غلاموں کے مقابلے کے لیے پیش کیا ہے۔ شیخ صاحب کے بیٹے نے ہلمند کے ضلع گریشک میں دشمن پر فدائی حملہ کر کے ثابت کیا کہ ہم کردار کے غازی ہیں۔ ہم جو کہتے ہیں، کر کے دکھاتے ہیں۔ ہمارے قول و فعل میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ ہم ملتِ ابراہیم میں سے ہیں۔ ہم نے اپنے بیٹے کو حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کی طرح اللہ کی رضا کی خاطر قربانی کے لیے پیش کیا ہے۔

خالد شہید تقبلہ اللہ

حافظ خالد رحمہ اللہ ۲۰ سال پہلے امارت اسلامیہ کے امیر شیخ ہبۃ اللہ اخندزادہ کے علمی و روحانی خاندان میں پیدا ہوئے۔ ان کا تعلق صوبہ قندھار سے ہے، جو صدیوں سے علم کا مرکز رہا ہے۔ اسی وجہ سے اس خاندان کو احتراماً 'اخندزادہ' (علماء کا خاندان) کا لقب دیا گیا ہے۔ حافظ خالد رحمہ اللہ بچپن سے باادب اور ذہین تھے۔ انہوں نے ۹ سال کی عمر میں قرآن پاک کا مکمل حفظ کر لیا تھا۔ جس کے بعد وہ دینی علوم کے حصول میں مگن ہو گئے۔ انہوں نے صرف، نحو، عقائد، فقہ، بلاغت، منطق اور دیگر مروجہ فنون کی کتابیں اپنے چچا حافظ مولوی احمد اللہ صاحب سے پڑھ کر جہاد کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا۔

فدائی تربیتی مرکز میں

حافظ خالد تقبلہ اللہ نے اپنے والد صاحب کی اجازت سے امارت اسلامیہ کے عسکری تربیتی مرکز میں داخلہ لیا، تاکہ وہ جہاد کے لیے نظریاتی اور عملی تربیت حاصل کر کے ایک تربیت یافتہ مجاہد کی حیثیت سے عالم کفر کے مقابلے کے میدان میں قدم رکھیں۔ انہوں نے ایک سال کی مدت میں عسکری تربیتی مراحل طے کرنے کے بعد جہاد سے بے پناہ محبت کے باعث فدائی حملوں کے لیے رضامندی کا اظہار کر دیا۔ جس کے بعد انہوں نے فدائی حملوں کے خصوصی تربیتی مرکز میں داخلہ لے لیا۔ وہ گزشتہ تین سال سے فدائی حملے کے لیے انتظار کر رہے تھے۔ انہوں نے قابض قوتوں اور ان کے ایجنٹوں کے خلاف کارروائیوں کے لیے پورے جوش و جذبے سے انتظار کیا۔ ان کے اِس ارادے پر ان کے خاندان اور خاص طور پر والد محترم نے بھی اتفاق کیا۔

حافظ خالد نے تربیتی مرکز میں دوستوں اور فدائی مجاہدین کے درمیان بہت مقبولیت حاصل کی۔ انہیں اچھے استاد اور مربی کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ نماز کی

امامت کی ذمہ داری بھی ان کے سپرد تھی۔ وہ کبھی کبھار جہاد کے فضائل بھی بیان کرتے تھے۔ وہ اپنے دوستوں کے درمیان ایک عام مجاہد کی طرح ہی رہتے تھے۔ انہوں نے کبھی اپنے ساتھیوں کو یہ تاثر نہیں دیا کہ وہ امیر المؤمنین کے فرزند اور خصوصی پروٹوکول کے مستحق ہیں۔

فدائی مجاہدین کے گروپ میں

فدائی کارروائیاں نہایت پیچیدہ ہوتی ہیں۔یہ ہمیشہ مؤثر حربے کے طور پر استعمال کی جاتی ہیں۔ حال ہی میں افغانستان کے مختلف علاقوں میں فدائی حملے کیے گئے۔ ہتھیاروں سے لیس فدائی مجاہدین نے دشمن کے مضبوط فوجی مراکز پر براہ راست اور اچانک حملوں کا آغاز کیا ہے۔ کچھ جانثار مجاہدین اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے کارروائی میں شریک باقی مجاہدین کے لیے دشمن کے مراکز میں داخل ہونے کے لیے راہ ہموار کرتے ہیں۔ حافظ خالد رحمہ اللہ نے تین ماہ قبل اپنے والد محترم سے آخری ملاقات کی اور طویل سفر کے لیے الوداع کہا۔ انہوں نے اُن تین مہینوں میں ہلمند میں وقت گزارا اور فدائی مجاہدین کے خصوصی گروپ میں شامل ہو کر مشکل اور مضبوط فوجی مراکز پر کارروائیوں میں حصہ لیا، جن سے ہلمند کے مختلف اضلاع میں دشمن کے مضبوط مراکز فتح ہوئے۔

شہادت

۲۶ شوال ۱۴۳۸ھ کو صبح سویرے ہلمند کے ضلع گریشک میں دشمن کی متعلقہ سکیورٹی چوکیوں اور فوجی اڈوں پر مجاہدین نے بیک وقت مختلف حملوں کا آغاز کیا۔ پہلی فرصت میں دشمن کی فرنٹ لائن پر ایک فدائی مجاہد نے بارود بھری گاڑی کے ذریعے فدائی حملہ کیا، جس سے تمام رکاوٹیں دور ہوئیں۔ اس کے بعد پیادہ دستے کے مجاہدین نے دشمن کی چوکیوں پر حملہ کر دیا۔ چند گھنٹے جھڑپوں کے بعد مجاہدین نے متعدد چوکیوں پر قبضہ کر لیا، تاہم جس علاقے میں جنگ جاری تھی، وہاں 'فقیران' نامی گاؤں میں 'باری' نامی مضبوط فوجی اڈہ تھا، جہاں سے جوابی حملے ہو رہے تھے۔ جس سے مجاہدین کی پیش قدمی روک رہی تھی۔ مجاہدین نے اس رکاوٹ کو دور کرنے کے لیے منصوبہ بنایا کہ چند فدائی مجاہدین اس مضبوط اڈے پر دستی بموں سے حملہ کریں اور دھماکہ خیز مواد سے اڈے کی دیواریں گرا دیں۔ دشمن کے اس مضبوط فوجی اڈے پر خطرناک کارروائیوں کی ذمہ داری فدائی مجاہدین کے گروپ کے سپرد کی گئی، جس میں حافظ خالد بھی شامل تھے۔ فدائی مجاہدین کے گروپ نے بڑی بہادری سے دشمن کے فوجی اڈے پر دھاوا بولا۔ دشمن نے مجاہدین پر گولیوں کی بارش کر دی، لیکن مجاہدین بہر حال اڈے کی مضبوط دیواروں تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ لہٰذا انہوں نے دستی بموں اور دھماکہ خیز مواد سے دیواریں گرانا شروع کر دیں۔ اسی دوران حافظ خالد سمیت دوسرے فدائی مجاہدین دشمن کے خلاف دوبدو لڑائی میں جام شہادت نوش کر گئے۔

حافظ خالد شہید کی شخصیت

حافظ خالد شہید کے چچا مولوی حبیب اللہ صاحب کہتے ہیں کہ حافظ خالد بچپن میں نہایت متقی و پرہیز گار طالب علم تھے۔ جب وہ بہت چھوٹے تھے تو بھی صبح کی نماز پابندی سے باجماعت ادا کرتے تھے۔ وہ مسجد میں کبھی شیخ صاحب سے پہلے اور کبھی ان کے بعد پہنچ جاتے تھے۔ وہ دوران طالب علم بھی بہت زیادہ عبادت گزار تھے۔ وہ روزے رکھتے اور کثرت سے نوافل میں مشغول رہتے تھے۔ ان کے بزرگ چچا مولوی حافظ احمد اللہ اخندزادہ نے بتایا کہ حافظ خالد کا جہادی جذبہ قابل دید تھا۔ سبق کے دوران جہاد سے متعلق آیات اور احادیث کا بیان ہوتا تھا تو ان کی آنکھوں سے آنسو آ جاتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ حافظ خالد شہید نہایت مؤدب اور با اخلاق تھے۔ بہت نرم لہجے میں بات کرتے تھے۔ اپنے بڑوں اور اساتذہ کے فرماں بردار تھے۔ ان کا بہترین مشغلہ ذکر اور تلاوت تھا۔ وہ بظاہر خاموش مزاج طالب علم تھے، مگر روحانی طور پر سب سے زیادہ باصلاحیت تھے۔ شوق سے مطالعہ کرتے اور بڑے بڑے طالب علموں کو کتابیں پڑھاتے تھے۔

مولوی احمد اللہ کا کہنا ہے کہ حافظ خالد رحمہ اللہ میں اپنے والد شیخ صاحب کی بہت زیادہ صفات موجود تھیں۔ وہ اگرچہ شیخ صاحب کے دوسرے بیٹے تھے، لیکن علمی لحاظ سے زیادہ باصلاحیت اور ذہین تھے۔ ہمارے پورے خاندان کو یقین تھا کہ شیخ صاحب کے علمی جانشین حافظ خالد ہوں گے۔ خود شیخ صاحب کی توجہ ان پر مرکوز رہتی تھی۔ ان سے بڑی امیدیں وابستہ تھیں۔ حافظ خالد شہید رحمہ اللہ عسکری تربیت کے دوران جب گھر تشریف لاتے تھے تو واپسی پر ہم سے صرف ایمان کی سلامتی کی دعا کا کہا کرتے تھے۔ حافظ خالد نے شہادت سے تقریباً تین ماہ قبل اپنے والد بزرگوار سے ملاقات کی تھی۔ شیخ صاحب کو علم تھا کہ ان کے بیٹے کا نام فدائی مجاہدین کی فہرست میں لکھا گیا ہے۔ وہ ہمیشہ ان کی شہادت کا انتظار کرتے تھے۔ اللہ اُن کی شہادت قبول فرمائے۔ آمین

فتوحات کی نئی لہر

سیف العادل احرار

امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے بیک وقت صوبہ غزنی کے ضلع شلگر اور صوبہ فراہ کے ضلع شیب کوہ پر حملے کر کے درجنوں افغان اہل کاروں کو ہلاک کر دیا ہے۔ جب کہ یہ دونوں اضلاع فتح ہو گئے ہیں۔ صوبہ پکتیا کے دارالحکومت میں فوجی اور پولیس کے مراکز پر آٹھ فدائی مجاہدین نے حملہ کر کے سیکڑوں افغان فوجیوں کو ہلاک اور زخمی کیا ہے، جب کہ ایک روز قبل قندھار کے ضلع معروف کو بھی مجاہدین نے ایک کارروائی کے دوران فتح کر لیا تھا۔

امریکی صدر ٹرمپ کی نئی جنگی حکمت عملی کے اعلان کے بعد افغانستان میں قابض فوج نے فضائی حملوں میں اضافہ کرتے ہوئے گزشتہ ایک ماہ کے دوران ایک ہزار کے قریب بم گرائے، جن میں سیکڑوں مظلوم شہری جاں بحق ہو گئے ہیں، جس پر کٹھ پتلی حکام نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا کہ ٹرمپ کی پالیسی کے بعد طالبان (مجاہدین) کی قوت منتشر کر دی جائے گی۔ ان کے زیر کنٹرول علاقوں پر دوبارہ قبضہ کر لیا جائے گا۔ انہیں سر اٹھانے کا موقع نہیں دیا جائے گا، لیکن ڈیڑھ ماہ گزرنے کے بعد ان کی امیدیں آہستہ آہستہ دم توڑنے لگی ہیں۔ مجاہدین نے افغانستان بھر میں فتوحات کا ایک نیا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ ہلمند، قندھار، ہرات، فراہ، پکتیا، زابل، بدخشان، پروان، فاریاب، سرپل اور قندوز سمیت دیگر کئی صوبوں میں مسلسل پیش رفت ہوئی ہے۔ سیکڑوں حکومتی اہل کار ہلاک کر دیے گئے ہیں۔ درجنوں چیک پوسٹیں فتح کی جا چکی ہیں۔ ہلمند اور اروزگان میں سرکاری فورسز کے تمام حملے ناکام بنا کر اسے پسپائی پر مجبور کر دیا گیا ہے۔ امریکی وحشیانہ بمباری میں صرف مظلوم و نہتے شہری لقمہ اجل بن رہے ہیں۔ مجاہدین کو اللہ کے فضل سے کچھ بھی نقصان نہیں ہوا۔ حکومت مجاہدین کے زیر کنٹرول کسی ایک علاقے پر بھی قبضہ نہیں کر سکی ہے۔

امریکا نے کٹھ پتلی حکومت کو دو ہیلی کاپٹر دیے ہیں۔ قندھار ایئر پورٹ میں ہیلی کاپٹروں کی فراہمی کی تقریب سے اشرف غنی اور امریکی جنرل جان نکولسن نے خطاب کرتے ہوئے یقین دلایا کہ اس کے بعد افغان فوج کو نیا حوصلہ ملے گا۔ وہ اپنے مخالفین کو کچلنے کی قوت اور صلاحیت سے لیس ہو گئی ہے۔ اس کے بعد طالبان (مجاہدین) پر شدید حملے کیے جائیں گے۔ ان ہیلی کاپٹروں کے ذریعے ان کا عرصہ حیات تنگ کر دیا جائے گا۔ میڈیا میں بھی اس حوالے سے بڑا چرچا کرتے ہوئے کوشش کی گئی کہ مصنوعی آکسیجن کے ذریعے اجرتی فورسز کو حوصلہ دیا جا سکے، تاکہ وہ امریکی فضائیہ کی آشیرباد کے ساتھ جنگ کے میدان میں کودنے کے لیے کمر کس لے۔ جس پر ابتدائی طور پر انہوں نے ہلمند، فراہ، قندھار، اروزگان، قندوز اور غزنی میں فضائی بمباری کا تجربہ کیا ہے۔ رات کے چھاپوں میں بھی اضافہ کرتے ہوئے مجاہدین کے ٹھکانوں پر بمباری کے علاوہ زمینی کارروائیوں کا بھی آغاز کیا ہے، لیکن ڈیڑھ ماہ کے دوران افغان فوج کو کوئی قابل ذکر کامیابی نہیں ملی ہے۔ وہ مجاہدین کی قیادت کو نشانہ بنانے میں کامیاب ہو سکی ہے، ان کے زیر کنٹرول علاقوں پر دوبارہ قبضہ کر پائی ہے اور نہ ہی مجاہدین کی شہادتوں میں اضافہ دیکھنے میں آیا ہے، بلکہ اس خواہش کے برعکس حکومتی فورسز کو بھاری جانی نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ اروزگان کے ضلع چورہ میں رکن پارلیمنٹ عبیداللہ بارکزئی کے مطابق مجاہدین نے آٹھ فوجی اڈوں پر قبضہ کر کے پچاس سے زائد اہل کاروں کو ہلاک کر دیا ہے، جس پر حکومت نے مکمل خاموشی اختیار کر رکھی ہے۔

امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے امریکی بلیک ہاک ہیلی کاپٹروں سے حملے کے دو دن بعد قندھار کے ضلع معروف پر قبضہ کیا۔ رات کو مجاہدین نے دو چیک پوسٹوں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ۱۲ اہل کار موقع پر ہلاک ہو گئے، جب کہ ایک کمانڈر سمیت ۱۷ اہل کاروں کو گرفتار کیا گیا اور بھاری مقدار میں اسلحہ بھی ضبط کیا گیا ہے۔ یہ ضلع اسٹریٹجک لحاظ سے کافی اہمیت کا حامل ہے۔ کیوں کہ یہ حکومت کا مضبوط قلعہ سمجھا جاتا تھا۔ یہاں پر ظالم کمانڈر جنرل عبدالرزاق کے قریبی لوگ تعینات تھے۔ مجاہدین کے حملے سے انہیں بھاری دھچکہ لگا ہے۔ اس زخم کی مرہم پٹی بھی نہ

کی جا سکی تھی کہ مجاہدین نے اگلی رات صوبہ فراہ کے ضلع شین کوہ اور صوبہ غزنی کے ضلع شلگر پر اپنا کنٹرول قائم کر لیا۔ اس کارروائی میں سرکاری فورسز کو جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ پارلیمنٹ کے اراکین کے مطابق غزنی کے ضلع شلگر میں ۴۱ اہل کار ہلاک ہوئے ہیں، جب کہ امارت اسلامیہ کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد کے مطابق ایک فدائی مجاہد نے بارود سے بھری گاڑی ضلع شلگر کے پولیس ہیڈ کوارٹر سے ٹکرا دی۔ اس کے بعد دیگر مجاہدین نے گورنر ہاؤس اور دفاعی چیک پوسٹوں پر حملہ کیا اور رات چار بجے تک یہ لڑائی جاری رہی، جس میں حکومت کے ۱۹ ٹینک اور دس فوجی گاڑیاں تباہ ہوئی ہیں۔ ۸۶ اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے، جب کہ بھاری مقدار میں اسلحہ بھی مجاہدین کے ہاتھ لگا ہے۔

صبح یہ خبر ملتے ہی حکومتی ایوانوں میں ہلچل مچ گئی۔ اسی دوران مجاہدین نے صوبہ پکتیا کے دارالحکومت گردیز میں پولیس ہیڈ کوارٹر اور اس سے ملحق ٹریننگ سینٹر کو نشانہ بنایا۔ آٹھ فدائی مجاہدین میں سے ایک فدائی مجاہد اسد اللہ خوستی نے بارود سے بھری گاڑی کے ذریعے پولیس ہیڈ کوارٹر کے مرکزی دروازے پر تعینات اہل کاروں پر فدائی حملہ کیا، جس میں قریبی 'سرچ ٹاور' اور رہائش کے کمرے تباہ ہو گئے۔ جب کہ تمام رکاوٹیں بھی دور ہو گئیں۔ اس کے بعد ہلکے اور بھاری ہتھیاروں، دستی بموں اور دھماکہ خیز مواد سے لیس تین فدائی مجاہدین 'معاذ ہلمندی'۔ 'ملا بلال زابلی' اور 'سلیمان خوستی' پولیس ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو گئے۔ کچھ دیر بعد ایک اور فدائی مجاہد 'عمر کابلی' نے بارود سے بھرے ہوئے ہموی ٹینک کے ذریعے ٹریننگ سینٹر پر فدائی حملہ کر دیا، جس کے باعث سرچ ٹاور، کمرے، دفاتر اور پولیس کے رہائشی کمرے ملبے کا ڈھیر بن گئے۔ اس کے بعد تین فدائی مجاہدین 'حمزہ پکتیاوال'۔ 'ساجد لوگری' اور 'احمد خوستی' نے اندر داخل ہو کر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں کے ذریعے وہاں پریڈ میں مصروف اہل کاروں پر اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی۔ فدائی مجاہدین نے دونوں جگہوں پر نقشے اور منصوبے کے مطابق کارروائی کا آغاز کیا تھا۔ حواس باختہ اہل کاروں کو چن چن کر قتل کیا گیا۔ تمام کمروں کی تلاشی لینے کے دوران وہاں چھپے اہل کاروں کو بھی جہانِ فانی سے رخصت کرنا شروع کیا۔ دو گھنٹوں کے دوران پولیس ہیڈ کوارٹر اور ٹریننگ سینٹر میں آئی جی پولیس سمیت تمام اہل کار ہلاک کر دیے گئے۔

اس کے بعد فدائی مجاہدین نے باہر سے آنے والے اسپیشل فورس اور دیگر اہل کاروں کے ساتھ مقابلہ شروع کیا۔ اسی دوران مرکزی دروازے پر فوجیوں کے مجمع پر دھماکہ کیا گیا، جس میں موقع پر ہی ۳۳ اہل کار ہلاک ہو گئے۔ ذبیح اللہ مجاہد کی خبر کے مطابق پانچ گھنٹے تک جاری رہنے والی اس کارروائی میں ۲۷۷ فوجی اور پولیس اہل کار ہلاک، جب کہ ۱۶۲ زخمی ہوئے ہیں۔ ہلاک ہونے والوں میں آئی جی پولیس تریالی عبدیانی بھی شامل ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ٹریننگ سینٹر میں ۳۵۰ اہل کار زیر تربیت تھے۔ اور پولیس ہیڈ کوارٹر میں ۱۵۵ پولیس اہل کار موجود تھے۔ ذبیح اللہ مجاہد نے اس حملے کی تفصیلات میڈیا کو جاری کرتے ہوئے کہا کہ اس حملے کا مقصد قابض قوتوں کے مفادات کو تحفظ فراہم کرنے والے اجرتی قاتلوں کو سبق سکھانا تھا، جو اسلامی نظام کے نفاذ اور افغانستان کی آزادی کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔

اس حملے نے ثابت کر دیا ہے کہ مجاہدین جب اور جہاں چاہیں، حملہ کر سکتے ہیں۔ گزشتہ سال مزار شریف میں شاہین فوجی کیمپ پر حملے کے بعد افغانستان کی سطح پر یہ دوسرا بڑا حملہ قرار دیا جاتا ہے۔ اگرچہ حکومت نے ۴۱ ہلاکتوں اور ۱۵۰ اہل کاروں کے زخمی ہونے کی تصدیق کی ہے، تاہم تین گاڑیوں کے ذریعے ہزاروں کلو گرام دھماکہ خیز مواد کے پھٹنے سے بڑی تباہی اور زیادہ ہلاکتیں ہوتی ہیں۔ پھر پانچ گھنٹے مسلسل فائرنگ کا سلسلہ جاری رہا اور کسی کو بھی پولیس ہیڈ کوارٹر اور ٹریننگ سینٹر سے باہر بھاگنے نہیں دیا گیا۔ وہاں موجود تمام اہل کاروں کو چن چن کر قتل کیا گیا ہے۔ یہ واضح پیغام دیا گیا ہے کہ امریکا کی تربیت حاصل کرنے والے، امریکی ہتھیاروں سے لیس، امریکی ڈالر کے بدلے امریکی مفادات کے تحفظ کے لیے لڑنے والے اجرتی غلام کبھی بھی اور کہیں بھی محفوظ نہیں رہ سکتے۔ لہذا بہتر یہ ہے کہ وہ ہوش کے ناخن لیں۔ اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھیں کہ آخر کس لیے اپنی زندگی تباہ کر رہے ہیں؟ کس کے کہنے پر کس کے خلاف برسرپیکار ہیں؟ دنیا تو تباہ ہو گئی، جب کہ آخرت کی زندگی بھی تباہ کروا رہے ہیں۔

برما! دنیا انتقام کا انتظار کرے!

شہید زوی

قانون کی تمام کتابوں میں انسانی حقوق کے حوالے سے موجود ہے کہ 'انسانی حقوق سے بہرہ ور ہونے کے لیے صرف انسان ہونا کافی ہے۔ رنگ، نسل، زبان، خطہ، مذہب اور آئیڈیالوجی سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے! دوسری عالمی جنگ کے بعد اور خصوصاً ۲۰ ویں صدی کے اواخر میں انسانی حقوق کے حوالے سے بہت نعرے لگائے گئے۔ بہت کانفرنسیں اور مذاکرے ہوئے۔ عالمی میڈیا میں اس پر حد سے زیادہ بحث کی گئی۔ ہزاروں کتابیں لکھی گئیں اور عالمی قوتوں نے کوشش کی کہ بہت حد تک خود کو ان لکھے ہوئے اصولوں کے مطابق چلتا ہوا ظاہر کریں۔ اس لیے یہ دنیا کی بڑی حکومتوں کے لیے اہم موضوع بن چکا ہے۔ دنیا کے کسی کونے میں انسانی حقوق کی پامالی کا چھوٹا سا واقعہ پیش آتا ہے تو اس پر بہت شور ہوتا ہے۔ مگر ۲۱ ویں صدی کی اس مہذب دنیا میں مسلمان ہونا اس قدر بڑا جرم ہے کہ کسی مسلمان کو انسانی حقوق کے آئین سے فائدہ اٹھانے کی اجازت نہیں ہے۔ جب کہ برما کے مظلوم مسلمانوں پر حقوق کے تمام دروازے بند ہیں۔ اُن کے لیے صرف 'دردناک موت' کا دروزاہ کھلا رکھا گیا ہے۔ اور مہذب دنیا اس کا تماشا دیکھ رہی ہے۔

پوری دنیا میں صرف یہ لوگ ہیں، جنہیں اپنے ملک کا شہری تک نہیں سمجھا جاتا۔ جب کہ دنیا میں کوئی دوسرا ملک بھی انہیں پناہ دینے کو تیار نہیں ہے۔ اس لیے بدھسٹ ہٹ دھرمی کے ساتھ برمی مسلمانوں پر مظالم توڑ رہے ہیں اور دنیا خاموش ہے۔ تقریباً تین سال قبل برما کی فوج نے اراکان صوبے میں مسلمانوں کے دیہاتوں پر ہیلی کاپٹروں سے بمباری شروع کی تھی، جس میں بیک وقت ۲۵ گاؤں جل گئے اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔ اب تک ۴ لاکھ مسلمان بے گھر ہو چکے ہیں۔ وہ جان اور عزت کے تحفظ کے لیے پہاڑوں اور جنگلوں میں رہنے پر مجبور ہیں۔ برمی حکومت اقوام متحدہ کو اجازت نہیں دیتی کہ ان مظلوموں تک غذائی مواد اور دوا پہنچائی جاسکے۔ اہم بات یہ ہے کہ برما میں ان مظلوم مسلمانوں پر جاری مظالم اور درندگی کے لیے کوئی بہانہ بھی نہیں ہے۔ حکومت خود کو دنیا کے سامنے سیکولر ظاہر کرتی ہے، مگر درحقیقت یہ سو فیصد ایک دہشت گرد مذہبی بدھسٹ حکومت ہے، جو مسلمانوں کا وجود برداشت نہیں کر پا رہی۔ وہ مکمل منصوبہ بندی کے ساتھ مسلمانوں کا قتل عام کر رہی ہے۔

خطرناک بات یہ ہے کہ بدھ مذہب کے تمام پیروکار اس بات پر متفق ہیں کہ دنیا بھر سے مسلمانوں کا وجود ختم کر دیا جائے۔ مردوں، عورتوں، جوانوں اور بوڑھوں سمیت بچوں کو بلاامتیاز قتل کیا جارہا ہے۔ گاؤں دیہات کا محاصرہ کر کے اُسے آگ لگا دی جاتی ہے۔ وہاں گھیرے گئے تمام مسلمانوں کو زندہ جلا دیا جاتا ہے۔ گاؤں سے بھاگنے والے تمام مسلمانوں کو گرفتار کر کے تیل چھڑک کر آگ لگا دی جاتی ہے۔ وحشی بدھسٹ مسلم ماؤں کی گود سے ان کے معصوم بچوں کو چھین کر ان کے سر کاٹ دیتے ہیں۔ خواتین پر ان کے بچوں کے سامنے جنسی تشدد کر کے انتہائی بے رحمی سے ماؤں اور بچوں کو قتل کر دیا جاتا ہے۔ یہاں ہر طرف جلی ہوئی لاشیں ہیں۔ کٹے ہوئے اور بے گور و کفن جسم ہیں۔ یہاں آنسو ہیں اور خون ہے۔ یہاں چیخیں ہیں اور سسکیاں ہیں۔ یہاں مدد کی دُہائیاں ہیں، لیکن کوئی سننے والا نہیں ہے۔ یہاں زخم ہیں، لیکن کوئی مرہم رکھنے والا نہیں ہے۔ یہاں آہ و بکا ہے، لیکن کوئی مسیحا نہیں ہے۔

جب برمی فوج نے ذرا سی بات پر مسلمان ملکوں پر چڑھائی کر دینے والی اقوام متحدہ کی طرف سے غذائی اجناس اور ادویات کی رسد کا راستہ روکا تو اقوامِ متحدہ برمی فوج کے خلاف کوئی رد عمل نہیں دکھایا۔ اسی طرح نیویارک ٹائمز، گارڈین، انڈیپنڈنٹ اور بی بی سی جیسے مغربی ذرائع ابلاغ نے بھی اعتراف کیا کہ آنگ سان سوچی کی قیادت میں برمی حکومت نے کسی صحافی کو اجازت نہیں دی کہ وہ اراکان جا کر حقائق سے دنیا کو آگاہ کر دے۔

وحشی برمی عوام اور فوج کی جانب سے مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کے خلاف کوئی برما سے تجارتی تعلقات ختم کرنے کی بات کرتا ہے نہ ہی اس پر اقتصادی پابندیاں لگائی جا رہی ہیں۔ اس سے سفارتی تعلقات ختم کیے جا رہے ہیں نہ ہی ظالم حکومت کے خلاف کوئی کارروائی کی جا رہی ہے۔ اپنی عوام کے قتل عام میں ملوث عناصر کا خاتمہ ضروری سمجھا جا رہا ہے اور نہ ہی نیٹو اور سلامتی کونسل برمی حکومت کے خلاف اسلحہ لے کر نکل پڑے ہیں۔ برما کی کمزور حکومت کے دہشت ناک مظالم اس بات کا اعلان ہے کہ وہ یہ سب کمیونسٹ طبقے کی آشیر باد پر کر رہی ہے۔ برما میں حکمران جماعت کی سربراہ نوبل انعام یافتہ آنگ سان سوچی اپنی ملک بدری کے ایام میں ہر انٹرویو میں انسانی حقوق کے تحفظ، ظلم اور وحشت کے خاتمے اور مظلوموں کو ان کے حقوق دلانے کی باتیں کرتی تھیں، مگر یہی سوچی جب اقتدار تک پہنچیں تو یہ سب باتیں ہوا ہو گئیں۔ اپنے ہم مذہب بودھوں کے اس ظلم پر اُن کی آنکھوں میں موتیا اُتر آیا ہے۔ برما میں جاری مظالم کے بارے سوچی انتہائی ہٹ دھرمی سے کہتی ہیں کہ برما حکومت کے حوالے سے غلط معلومات پھیلائی جا رہی ہیں۔

عالمی میڈیا کی منافقت ساری دنیا کے سامنے ہے۔ امریکا میں آنے والے طوفانوں کی کوریج عوام کے لیے احتیاطی تدابیر کتنے اہتمام سے دکھائی جاتی ہیں، مگر اسی میڈیا کو برما کا نام سنتے ہی نیند آ جاتی ہے۔ دوسری طرف برما کے مظلوم مسلمانوں کے حوالے سے اسلامی دنیا پر مسلط حکمرانوں کی خاموشی سب سے زیادہ دردناک اور اذیت ناک ہے۔ صرف ایک طیب اردگان نے مظلوموں کے حوالے سے کچھ کیا ہے۔ برما کے مسلمانوں کے ساتھ اظہارِ ہمدردی کے لیے طیب اردگان نے اپنی اہلیہ اور وزیر خارجہ کو بنگلہ دیش بھیجا اور وہاں کیمپوں میں پناہ گزین مہاجرین سے ملاقات کی۔ طیب اردگان انتظامیہ نے گزشتہ ۵ سالوں میں برمی مسلمانوں سے ۷۰ ملین ڈالر کے برابر تعاون کیا ہے۔ اب بنگلہ دیش سے کہا ہے کہ 'برما سے آئے ہوئے مسلمانوں کو واپس نہ بھیجے۔ ان پر ہونے والے تمام اخراجات کے مصارف ترکی ادا کرے گا۔

طیب اردگان کے علاوہ اسلامی دنیا کے کسی ایک حکمران نے بھی برمی مسلمانوں کے حق میں ایسی آواز نہیں اٹھائی، جس طرح اٹھانی چاہیے تھی۔ نہ اس اُن کی مدد کے لیے کوئی مناسب کوشش کی ہے۔ اسلامی کانفرنس نے برما کے حوالے سے اپنی شرم ناک خاموشی کا روزہ 'نمک' سے افطار کیا ہے۔ کوئی فوری رد عمل سامنے لایا گیا ہے اور نہ برما کی وحشی حکومت کے خلاف کوئی منصوبہ بنایا گیا ہے۔ سعودیہ نے صرف آواز اٹھانے کے علاوہ عملاً کچھ بھی نہیں کیا۔ سعودی قیادت قطر کے خلاف معمولی بات پر جنگی موڈ میں آجانے والے اتحاد کا غلامانہ کردار بھی سب کے سامنے ہے۔ جب مسلمان نوجوان دنیا کی یہ بے انصافی اور منافقت دیکھتے ہیں تو انہیں یقین ہو جاتا ہے کہ انسانی حقوق، احترامِ انسانیت اور ظالم کے ظلم سے مظلوم کے تحفظ کے تمام اصول، قواعد اور باتیں صرف غیر مسلموں کے لیے ہیں۔ دنیا کی بڑی طاقتیں مسلمانوں کا وجود تک دنیا سے ختم کر دینا چاہتی ہیں۔ اسی لیے مسلمانوں جہاد کے علاوہ کسی اور چیز میں اپنی نجات نظر نہیں آتی۔ جب کہ حقیقت بھی یہی ہے۔

اب اقوام متحدہ اور عالمی دنیا کے لیے غور و فکر کا صرف ایک موقع باقی بچا ہے کہ وہ اپنی بے انصافی اور منافقت کا خاتمہ کریں یا ایسے انتقام آمیز آگ کا انتظار کریں، جو سب کچھ جلا کر راکھ کر دے گی۔

عزت جہاد ہی میں ہے

محمد فرہاد جانباز

چوں کہ اسلام ایک عزت و شوکت والا دین ہے۔ اسی لیے منطقی طور پر اسلام کے ہر پیروکار کو عزت و شوکت کا حامل ہونا ناگزیر ہے۔ یعنی ایسا ناممکن ہے کہ کوئی آدمی مسلمان ہو اور وہ عزت و مرتبے کا حامل نہ ہو۔ اس کے باوجود اگر کوئی مسلمان معزز اور سربلند نہیں ہے تو اس حوالے سے غور کرنا ضروری ہے کہ ایسا حیرت انگیز معاملہ، بلکہ سانحہ واقع کیوں کر ہو گیا ہے؟! یہ سوال عزت و شوکت والے اسلام کے تناظر میں بہت اہم ہے۔ چناں چہ اس کی اہمیت میں تب بے پناہ اضافہ ہو جاتا ہے، جب اللہ تعالی یہ فرمان بھی سامنے آتا ہے:

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (المنافقون)

'اور عزت اللہ کے لیے ہے اور اللہ کے رسول کے لیے ہے اور مؤمنین کے لیے ہے، لیکن منافقین نہیں جانتے۔'

اللہ تعالی نے اس آیت مبارکہ میں بھی عزت و شوکت کے حوالے سے واضح فرما دیا ہے کہ اُس کا استحقاق کون کون رکھتا ہے؟! فی زمانہ مسلمانوں کے حوالے سے مجموعی طور پر عزت و شوکت کے بجائے ذلت و مسکنت کا سانحہ درپیش ہے۔ اس لیے مذکورہ آیت کی روشنی میں یہ جاننے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے کہ 'عزت کا حامل ہونے کے لیے مسلمان کو 'مسلمان' ہونا ضروری ہے۔ اگر کوئی مسلمان 'معیاری مسلمان' نہیں ہے تو اُس کے لیے عزت و سربلندی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔' عزت کے لیے اسلام ایک ایسا 'معیار' ہے، اگر انفرادی حیثیت میں کسی مسلمان میں یہ معیار جتنی مقدار میں پایا جائے گا، وہ مسلمان اسی قدر معزز ہو گا۔ البتہ اجتماعی نقطہ نظر کے تناظر میں اسلام کی طرف سے کچھ مخصوص احکام ایسے ہیں، اگر وہ مسلمانوں کی زندگی میں عملی طور پر موجود ہوں گے، تب تو مسلمان اُسی عزت کے حامل ہو سکیں گے، جو صحابہ رضی اللہ عنہم کو حاصل رہی ہے۔ ورنہ معاملہ سب کے سامنے ہے۔ اسی سلسلے میں نبی اکرم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ملاحظہ فرمائیں:

'إِذَا تَبَايَعْتُمْ بِالْعِينَةِ، وَأَخَذْتُمْ أَذْنَابَ الْبَقَرِ، وَرَضِيتُمْ بِالزَّرْعِ، وَتَرَكْتُمُ الْجِهَادَ، سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ ذُلًّا لَا يَنْزِعُهُ حَتّٰى تَرْجِعُوا إِلَى دِينِكُمْ' (رواه أحمد: ٤٩٨٧ و أبو داود: ٣٤٦٢)

جب تم تجارتِ عینہ (سودی کاروبار) کرنے لگو گے اور کھیتی باڑی میں مشغول ہو جاؤ گے اور کاشت کاری کو ہی اپنا سب کچھ سمجھ بیٹھو گے اور جہاد کو چھوڑ دو گے تو اللہ تعالی تم پر ایسی ذلت مسلط کر دے گا، جس سے تب ہی چھٹکارا مل سکتا ہے، جب تم اپنے دین کی طرف (مکمل طور پر) لوٹ آؤ گے۔

علمائے تشریح فرماتے ہیں کہ 'اس حدیث میں حلال تجارت اور کھیتی باڑی کو بُرا نہیں کہا گیا، بلکہ مذکورہ فرمانِ مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقصد یہ ہے کہ سودی کاروبار سمیت تجارت و کھیتی باڑی میں اتنی زیادہ مشغولیت اختیار کر لینا کہ یہی کام زندگی کا سب سے اہم مقصد بن کر رہ جائے اور دنیا کو آخرت اور اللہ تعالی کی رضا پر ترجیح دی جانے لگے، حتی کہ (اسلام کی چوٹی) جہاد تک کو چھوڑ دیا جائے تو یہ معاملہ قبیح اور بُرا ہے۔'

یہی وہ قباحت و بُرائی اور جہاد سے کنارہ کشی ہے، جس نے عالم اسلام کو اُس ذلت و مسکنت سے دوچار کر رکھا ہے، جس کا آج ہر کوئی نظارہ کر رہا ہے۔ اللہ تعالی کے نزدیک مچھر کے پَر کے برابر بھی حیثیت نہ رکھنے والی دنیا میں اتنی زیادہ مشغولیت ایسا سنگین جرم اور منفی سرگرمی ہے، جو انسان کے دل سے آخرت کی

اہمیت ہی ختم کر کے رکھ دیتی ہے۔ اس منفی سرگرمی کا انسانی نفسیات پر اتنا بُرا اثر پڑتا ہے کہ انسان اُس اہم کام کی طرف متوجہ ہی نہیں ہو پاتا، جسے اللہ تعالیٰ نے اہم قرار دیا ہوتا ہے۔ مثلاً نماز، روزے سمیت کئی عبادات ہیں، مسلمان جن کی ادائیگی صرف اس وجہ سے نہیں کر پاتا یا کرنا نہیں چاہتا کہ وہ خود کو عارضی دنیا کے جال میں قید کر چکا ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ یہ دنیا اپنے قیدی کو اتنے خطرناک خسارے میں مبتلا کر دیتی ہے کہ وہ اپنے عظیم رب کے حکم کی طرف ہی متوجہ نہیں ہو پاتا۔ آپ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو دیکھیے:

'يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمُ انفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ أَرَضِيتُم بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ' (التوبة:۳۸)

'اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے کہا گیا کہ اللہ کے راستے میں (جہاد کے لیے) کُوچ کرو تو تم بوجھل ہو کر زمین سے لگ گئے؟ کیا تم آخرت کے مقابلے میں دُنیوی زندگی پر راضی ہو چکے ہو؟ (اگر ایسا ہے) تو (یاد رکھو کہ) دُنیوی زندگی کا مزہ آخرت کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں، مگر بہت تھوڑا۔'

یہ آیت عقل مند کو متنبہ کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو چھوڑ کر دنیا کے پیچھے لگ جانا، معیاری عزت کی طرف لے جانے والے راستے کو چھوڑ کر ذلت والی زندگی کا ایسا عادی بن جانا کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی بھی پرواہ نہ کی جائے تو یہ کوئی عقل مندی نہیں ہے۔ یہ سراسر بے وقوفی اور بد عقلی ہے۔ دنیا تو آخرت کے مقابلے میں بے حد مختصر ہے۔ اور یہ تھوڑا سا وقت بھی بے شمار مصیبتوں سے بھرا ہوا ہے۔ جب کہ آخرت ہمیشہ کی زندگی ہے۔ وہ کبھی بھی ختم ہونے والی نہیں ہے۔ اسی لیے مسلمان کو عقل مندی اور عزت مندی کا راستہ اختیار کرنا چاہیے۔

آپ ﷺ نے اپنے مال، اپنی جان اور اپنی زبان کے ساتھ جہاد نہ کرنے کو ذلت کا سبب بتایا ہے۔ یعنی جہاد ایک ایسا حکم خداوندی ہے، جو نتیجۃً مسلمانوں کو عزت کی سربلندی عطا کرنے والا ہے۔ آپ ﷺ نے متنبہ فرمایا ہے کہ جہاد ترک کرنے کا معاملہ اس قدر سنگین ہے کہ اس جرم کی پاداش میں اللہ تعالیٰ اس جرم کی مرتکب قوم کو ذلیل اور مسکین بنا کر رکھ دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج جہاد چھوڑ دینے والے مسلمان دنیا بھر کے سامنے ذلیل ہیں۔ امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'جہاد ہی میں اسلام کی عزت و سربلندی ہے۔ اسی کے ذریعے اسلام تمام منسوخ یا جھوٹے ادیان پر غالب آتا ہے۔ اسی جہاد سے مسلمانوں کی ذلت کا سد باب ہو سکتا ہے۔'

آپ ﷺ کے فرمان مبارک کے مطابق یہ ذلت تب تک چھائی رہے گی، جب تک مسلمان جہاد کو اختیار نہیں کر لیتے۔ اور مسلمان ویسے نہیں بن جاتے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ایک مسلمان کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ یعنی مسلمان اللہ تعالیٰ کے احکامات کی اطاعت کرنے والا بن جائے۔ اللہ تعالیٰ نے جن باتوں سے منع فرمایا ہے، مسلمان اُن سے کنارہ کش ہو جائے۔ وہ آخرت کو دنیا پر ترجیح دینے لگے اور اللہ تعالیٰ کے راستے کا مجاہد بن جائے۔ آپ ﷺ کا یہ فرمان اپنے مفہوم کے اعتبار سے انتہائی شدید ہے۔ کیوں کہ آپ ﷺ نے سودی کاروبار اپنا لینے کو، کاشت کاری کو ہی اپنا سب کچھ سمجھ لینے کو اور جہاد کو چھوڑ دینے کو (اسلام سے نکل جانے سے) یعنی 'ارتداد' سے تعبیر فرمایا ہے۔ اسی لیے تو آپ ﷺ نے فرمایا ہے:

'حَتَّى تَرْجِعُوا إِلَى دِينِكُمْ'

حتیٰ کہ تم اپنے دین کی طرف لوٹ آؤ!

آپ ﷺ نے ایسی شدید وعید جہاد کے چھوڑ دینے کی سلسلے میں ارشاد فرمائی ہے۔ اس لیے کہ ترکِ جہاد ایسا ذلت آمیز معاملہ ہے، جو امتِ مسلمہ کو دوسری مذہبی قوموں کے سامنے ذلیل کر کے رکھ دیتا ہے۔ اور یہی وہ ذلت ہے، جس میں آج امتِ مسلمہ مبتلا ہے۔ مذہبی، سیاسی، اقتصادی سمیت کئی طرح کے معاملات میں عیسائیت سمیت مختلف مذاہب غالب ہے۔ جب کہ جہاد چھوڑنے کی وجہ سے مسلمانوں کی افسوس ناک ترین حالت سب کے سامنے ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم تمام مسلمانوں کو پورے کے پورے دین کی طرف لوٹ آنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمیں جہاد کرنے والا بنا دے۔ اور ہمیں ہر وہ کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے، جس میں رب تعالیٰ کی رضامندی ہو۔ آمین

بھٹکے ہوئے لکھاری

موسیٰ فرہاد

ہمارے معاشرے میں بھٹکے ہوؤں کے لیے 'گمراہ' استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ الفاظ اُس شخص کے لیے استعمال ہوتے ہیں، جو درحقیقت معاشرے کے عقیدے اور کلچر سے بغاوت کرے۔ ناجائز اور غلط راہوں کا راہی ہو۔ اس کے راہ راست پر آنے کے امکانات کم ہوں تو معاشرہ اُسے 'گمراہ' کہنے لگتے ہیں۔ جب کہ لفظ 'گمراہ' کا اثر 'بھٹکنے' کی نسبت زیادہ قابل نفرت ہوتا ہے۔ لوگ اس کے برے اعمال سے تنگ آ کر اپنی نفرت کے اظہار کے لیے اس کے بارے میں یہ لفظ استعمال کرتے ہیں۔

آج کل کے بے راہ رو قلم کاروں کے لیے یہ معاشرتی اصطلاح زیادہ مناسب ہے۔ البتہ میں احترام کرتے ہوئے عامیانہ لفظ استعمال کرنے کے بجائے 'بھٹکنے' کا لفظ استعمال کرتا ہوں۔ اگرچہ قلم کی حرمت بیچنے والے لکھاریوں کو اس سے بھی زیادہ شدید الفاظ میں یاد کرنا چاہیے۔ کیوں کہ مسلح جنگ میں جس قدر اموات ہوتی ہیں، اس سے زیادہ شدید انداز میں یہ قلم فروش جرائم کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ان کے یہ قلمی جرائم قومی تاریخ کی عدالت میں ان کے خلاف خیانت کی گواہی دیں گے۔ ان لکھاریوں نے اسلام، جہاد اور مجاہدین کے ساتھ عناد کی وجہ سے اپنا ایمان اور ضمیر چند مادی مفادات کے بدلے بیچ دیا ہے۔ وہ شعوری طور پر جارحیت پسندوں کی چاکری کے لیے کمربستہ ہیں۔ وہ بھول چکے ہیں کہ افغانوں کے آباء و اجداد نے کبھی غلامی تسلیم نہیں کی۔ ان کی تاریخ آزادی اور استقلال کی جنگوں بھری پڑی ہے۔ انہوں نے اپنے ایمان کے دشمن کے خلاف کبھی تلوار نہیں چھوڑی۔ یہ تو بہت دور کی بات ہے کہ وہ دشمن کے سامنے نظریں جھکا کر جیئیں۔ ایسے کٹھ پتلی بجائے خود جارحیت پسندوں کی نظروں میں بے ضمیر اور وطن فروش ہوتے ہیں۔

اگر کوئی مسلح گروپ شعور نہیں رکھتا۔ تاریخ، وجدان، خودمختاری اور قومی حیثیت کو نہیں جانتا۔ جارحیت پسندوں کے ساتھ مل کر اپنے ملک کی آزادی اور استقلال کے لیے جہاد کرنے والے مجاہدین کے خلاف جرائم کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ اُن کی جہالت ان کے جرم کا عذر بن سکتی ہے۔ البتہ قلم کار تو خود کو دانش ور اور مفکر سے کم لفظ سے پکارتے ہی نہیں ہیں۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ اور قوم کے سامنے کیا جواب دیں گے؟ خصوصاً خود کو اسلام پسند قرار دینے والے نام نہاد طبقے کا بہت بُرا حال ہے۔ وہ مستشرقین کی طرح اسلام کے وسیع مطالعے کا دعویٰ کرتا ہے۔

گزشتہ دنوں تحریر نظر سے گزری، جس میں وہ واقعات درج تھے، جو مجاہدین کے نام پر کیے گئے تھے۔ جن میں عام لوگوں کو نقصان پہنچایا گیا تھا۔ جس کی بنیاد پر تحریر نگار نے ان نقصانات کا الزام مجاہدین پر لگایا تھا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ کسی بھی فریق کی جانب سے عوام کو قصداً پہنچایا جانے والا نقصان ہر حال میں قابلِ مذمت ہے۔ جب کہ ایسے مجرموں کو سزا دینا واجب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مجاہدین نے ایسے واقعات کی مذمت کی ہے۔ علاوہ ازیں ایسے مجرموں کو ڈھونڈ نکالنے اور سزا دینے

کی بھی کوشش کی ہے۔ جب کہ شہداء کے خاندانوں کے ساتھ دلی ہمدردی ظاہر کی ہے۔

مذکورہ تحریر نگار کچھ عرصہ تک کابل کے کسی وزارت خانے میں ترجمان کی نوکری بھی کرتے رہے ہیں۔ وہ کسی دوسرے ملک کے لیے جاسوسی اور خیانت کے الزام میں کابل میں قید بھی کیے گئے تھے۔ آخر کار وہ رہا کر دیے گئے۔ انہوں نے کچھ عربی کورسز سے عربی کے ڈپلومے بھی حاصل کر رکھے ہیں۔ اِنہی ڈپلوموں نے انہیں اتنا جری بنا دیا ہے اب اپنی بہت سی تحریروں میں اسلام کی تفسیر اور تعبیر ہاتھوں اپنی رائے سے کرتے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ جہاد، مجاہدین اور مسلمانوں کی مذمت اور ان کے خلاف بے بنیاد الزامات کے لیے بہانے تلاش کرتے ہیں، تاکہ بیرونی جارحیت پسندوں کو راضی کر سکیں۔ جس سے انہیں چند ڈالر مل جائیں۔ اِن کی نظر سے گزری تحریر میں وہ عوامی نقصانات کے واقعات پر ہمدردی دکھاتے ہیں، مگر درحقیقت ان کا ہدف کچھ اور ہے۔ وہ اپنی تحریروں میں عالمِ اسلام طعنہ دیتے ہیں کہ وہ اِن (مجاہدین) کے خلاف خاموش کیوں ہے؟ اسلامی مدارس اور علمی مراکز ان کے خلاف فتویٰ کیوں نہیں دیتے؟ ہمارے وطن پر اتنا بڑا ظلم ہو رہا ہے۔ جنگ ان (مجاہد) لوگوں نے شروع کی ہے۔ یہ بدامنی لائے ہیں۔ موصوف نے اپنی گفتگو کے آخر میں جاری جہادی مزاحمت کو ناجائز لڑائی اور شیطانی حرکت قرار دیا۔ ان کی دیگر تحریریں اسی موضوع کے گرد گھومتی رہتی ہیں۔ یہ صاحب جارحیت پسندوں کی صف میں کھڑے ہو کر خود کو 'بنیاد پرست اخوانی' باور کراتے ہیں۔ وہ خود ساختہ ناروا مظالم کی آڑ میں اسلام اور وطن کے دفاع کے لیے جہادی مزاحمت کو باطل کہتے ہیں۔ اسی بہانے وہ امریکی دراندازی کے بارے خاموش ہیں۔ وہ امریکی بمباری، قتل عام، قید و بند، تباہی اور بربادی کو ناجائز نہیں کہتے۔ دنیا بھر میں جہاں کہیں مسلمان کفار کی مسلط جنگ کا شکار ہیں، موصوف وہاں موجود مجاہد جماعتوں کو چوروں اور ڈاکوؤں کے گروہ کہتے ہیں۔ موصوف کا مقصد ہی امریکا کی آواز کو اپنی آواز بنا کر اپنے بغض کا اظہار کرنا ہے۔ یہ پرائی جنگ کو اپنی جنگ کہنے والی غلامانہ جنس ہے۔

ایسے بہت سے دانش ور ہیں، جنہوں نے اپنے ضمیر، ایمان اور عدالت کو ڈالر کے عوض کرر کھا ہے۔ ان کے نزدیک افغان جہاد 'اغراض کی جنگ' ہے۔ ان کے نزدیک کفار مسلمانوں پر حکومت کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک مسلمان اپنے علاقے کا دفاع کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتے۔ ان کے نزدیک مسلمانوں کو جہاد سے کنارہ کش رہنا چاہیے۔ مذہب کی قید سے ہٹ کر کسی بھی ملک پر ظالمانہ اور ناجائز جنگ مسلط کی جائے تو اُسے حق ہے کہ وہ اپنا دفاع کرے۔ لیکن مذکورہ ضمیر فروش صحافی جیسوں کا فلسفہ یہ کہتا ہے کہ امریکا سمیت دنیا کی ہر مادی طاقت کو یہ حق ہے کہ وہ جس ملک پر چڑھائی کرنا چاہے، کر سکتی ہے۔ البتہ اگر جارحیت کا نشانہ بننے والے مسلمان ہوں تو انہیں یہ حق نہیں وہ اپنا دفاع کریں

ایسے صحافیوں اور دانش وروں نے بہت کم ڈالروں میں اپنے ایمان و ضمیر کا سودا کیا ہے۔ ان کا ماضی داغ دار ہے۔ ان کا حال مخدوش ہے اور ان کا مستقبل تاریک ہے۔

ترجمان امارت اسلامیہ ذبیح اللہ مجاہد سے گفتگو

امارت اسلامیہ کے کمیشن برائے اطلاعات و ثقافت کے نمائندوں نے امارت اسلامیہ کے ترجمان 'ذبیح اللہ مجاہد' کا حالاتِ حاضرہ سے متعلق انٹرویو کیا، جس میں انہوں نے اپنی امارت کے ترجمان کی حیثیت سے کھل کر بات کی اور امارت کا مؤقف واضح کیا ہے۔ 'شریعت میگزین' وہ انٹرویو اپنے قارئین کی نظر کر رہا ہے۔

(ادارہ)

سوال کچھ عرصہ قبل نئے امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے افغانستان سے متعلق نئی حکمتِ عملی کا اعلان کیا ہے۔ مجموعی طور پر اس پالیسی کے جواب میں امارت اسلامیہ کا مؤقف کیا ہے؟

جواب نحمده ونصلی علی رسوله الکریم امابعد:

امارت اسلامیہ نے ٹرمپ کی نئی حکمت عملی کی مذمت کی ہے اور اِس پالیسی کو جنگ جاری رکھنے کا اعلان قرار دیتے ہوئے خبردار کیا کہ اس جنگ کے مزید طویل ہونے سے سب سے زیادہ نقصان امریکا کو پہنچے گا۔ امارت اسلامیہ نے اس جنگ کے آغاز میں اصرار کیا تھا کہ امریکا زمینی حقائق تسلیم کرے۔ ضد اور زبردستی کی سیاست چھوڑ دے۔ طاقت کے استعمال اور قتل و غارت گری سے مسائل حل نہیں ہوں گے، بلکہ مزید مسائل جنم لیں گے، لیکن برعکس امریکی عسکری قیادت اور سیاسی رہنماؤں نے حقائق کو قبول کرنے سے اعراض کرتے ہوئے گزشتہ ۱۶ برس کی طویل اور غیر مفید جنگ کے دوام پر زور دیا ہے۔ امارت اسلامیہ بھی افغان مسلمان قوم کی نمائندگی سے اپنے مبنی برحق اور معیاری مؤقف پر گزشتہ سولہ سال سے قائم ہے۔ اور امارت کے اسی مؤقف نے ہی بش اور اوباما کی حکمت عملی کو شکست دی ہے اور اسی مؤقف کے ذریعے ٹرمپ کی حکمت عملی کو بھی ناکام اور شکست خوردہ بنا دیا جائے گا۔

دوسری جانب تجربوں اور امریکی حالات نے واضح کر دیا ہے کہ امریکا جنگ کو مزید برقرار رکھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اگرچہ امریکی فوجی جرنیلوں نے اپنے ذاتی مفادات اور اسلحے کی تجارت سے اپنے بینک بیلنس بڑھانے کی خاطر جنگ جاری رکھنے کا مشورہ دیا ہے، لیکن امریکی عوام اس جنگ کا بوجھ مزید برداشت کرنے کا متحمل نہیں ہیں۔ مثال کے طور پر ٹرمپ کی حکمت عملی کو ابھی دو مہینے بھی پورے نہیں ہوئے کہ امریکا میں مختلف سروے رپورٹس سے واضح ہوا ہے کہ 'امریکی عوام کی اکثریت ٹرمپ کی حکمت عملی کی مخالف ہے۔' مغربی میڈیا کے مطابق امریکا میں حالیہ ایک سروے میں تقریباً صرف ۳۷ فیصد لوگوں نے ٹرمپ کی حکمت عملی کی حمایت کی ہے، جب کہ ۶۳ فیصد لوگوں نے اس کی مخالفت کی ہے۔ یہ ضرور ہوگا کہ کچھ عرصے بعد اس پالیسی کی مخالفت کرنے والوں کی تعداد میں مزید اضافہ دیکھنے کو ملے گا۔ کیوں کہ اس جنگ کے بھاری اخراجات امریکی عوام ہی ادا کر رہے ہیں۔ جب کہ معروضی دنیا میں جنگ کا کوئی خاص نتیجہ بھی برآمد نہیں ہو رہا۔ بس یہ چند دن بمباری اور پروپیگنڈے کے اثرات بھی جلد زائل ہو جائیں گے۔

امریکا کے اہم سینیٹرز نے اس حکمت عملی پر اعتراضات کرتے ہوئے امریکی جرنیلوں پر الزام لگایا ہے کہ 'وہ عوام سے معلومات چھپاتے ہیں۔' پینٹاگون نے مجبور ہو کر اس الزام کے ردِ عمل میں اعلامیہ جاری کیا ہے کہ 'افغانستان کے لیے نئی حکمت عملی میں سال میں صرف ایک ارب ڈالر کے اضافی اخراجات برداشت کرنا پڑیں گے، جب کہ مجموعی طور پر جنگ کے اخراجات ۱۲،۵ بلین ڈالر تک پہنچ گئے ہیں۔ علاوہ ازیں حال ہی میں امریکا میں آنے والی قدرتی آفات سے بھی امریکی معیشت کو زبردست دھچکہ لگا ہے۔ امریکا اپنے نقصانات کو ظاہر نہیں ہونے دے رہا۔ جب کہ زر خرید میڈیا بھی ایسی رپورٹس کو سینسر کر رہا ہے، جن میں سمندری طوفانوں سے ہونے والے نقصانات کو ظاہر کیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ صرف ٹیکساس ریاست میں ہونے والے نقصانات ۲۰۰ بلین ڈالر سے زائد ہیں۔ ٹرمپ ادارہ اس خطیر رقم کی مقدار نقصان کا ازالہ کرنے سے قاصر ہے۔ دوسری

ریاستوں میں بھی قدرتی آفات کی وجہ سے بڑے پیمانے پر نقصانات ہوئے ہیں، جن سے امریکی عوام شدید طور پر حواس باختہ دکھائی دے رہے ہیں۔ امریکی وزارت دفاع نے اعلان کیا ہے کہ 'حالیہ قدرتی آفات نے افغانستان میں امریکی حکمت عملی کو مشکل سے دوچار کر دیا ہے۔' اس مطلب یہ ہے کہ امریکا اس حکمت عملی پر عمل درآمد کرنے میں کامیاب نہیں ہو پارہا۔ وہ اس امر کو مشکل محسوس کر رہا ہے کہ یہ حکمت عملی منطقی انجام کو پہنچ سکے۔ خاص طور پر جب چند ماہ اور سال گزر جائیں گے تو وہ مزید حواس باختہ ہو جائیں گے۔ امریکی فوج کے سربراہ نے سینیٹ کو بتایا کہ 'اگرچہ انہوں نے حکمت عملی کا اعلان کیا ہے اور بمباریوں میں بھی اضافہ کیا ہے، لیکن پھر بھی افغانستان کی جنگ میں ہمیں تعطل کا سامنا ہے۔'

ہمارا عقیدہ ہے کہ بمباریوں اور منفی دباؤ سے قوموں کے ارادے تبدیل نہیں کیے جاسکتے۔ افغان قوم بہت بہادر ہے۔ اس نے کبھی بھی اغیار کے سامنے سر نہیں جھکایا۔ امریکا یہ مت سوچے کہ سارے افغان عوام ان چند زر خرید اور بے ضمیر لوگوں کی طرح اسلام دشمن، وطن فروش اور غدار ہیں۔ جو آنکھیں بند کر کے امریکی احکامات قبول کرتے ہیں۔ یہ بہادر افغان قوم ہی کے جانباز مجاہدین ہیں، جو اپنی جانوں کی قربانی دے کر مسلمانوں کے دشمن کو ذلت آمیز شکست سے دوچار کر رہے ہیں۔

سوال ٹرمپ کی حکمت عملی کے بعد امریکی میڈیا مسلسل جنگ میں شدت اور مجاہدین پر دباؤ بڑھانے کی خبریں شائع کر رہا ہے۔ کیا عملی میدان میں امریکا نے اب تک کوئی کامیابی حاصل کی ہے؟

جواب میڈیا کی جانب سے امریکا کی کامیابی، جنگ کی شدت، مجاہدین پر دباؤ بڑھانے یا کٹھ پتلیوں کو ہاتھی کے جیسا طاقت ور ظاہر کرنے کا سلسلہ گزشتہ سولہ برس سے جاری ہے اور یہ جاری ہی رہے گا، لیکن میڈیا کے بے بنیاد پروپیگنڈوں اور بلند و بانگ دعووں کے باوجود میدان جنگ میں امریکا اور کابل انتظامیہ کی کسمپرسی میں بہتری آئی ہے اور نہ ہی ان کی بُری حالت بہتر ہو سکتی ہے۔ مجاہدین بلند حوصلوں کے ساتھ جنگ کے میدان میں مسلسل پیش رفت کر رہے ہیں۔ آپ نے ٹرمپ کی حکمت عملی کے بعد دیکھا ہو گا کہ افغانستان کے مختلف حصوں میں مجاہدین کی پیش قدمی بڑھ گئی ہے۔ اضلاع کی فتوحات کی خبریں مسلسل موصول ہو رہی ہیں۔

قندھار میں ضلع معروف، فراہ میں ضلع شیب کوہ، غزنی میں ضلع شلگر، بادغیس میں ضلع غورماچ، پروان میں 'فندقستان' اسٹرٹیجک دَرّے اور فاریاب میں بندر پر مجاہدین نے اپنا کنٹرول قائم کر لیا ہے۔ اروزگان اور ہلمند کا گھیراؤ مزید سخت کر دیا گیا ہے۔ پکتیا میں پولیس ہیڈ کوارٹر اور ٹریننگ سینٹر پر حملوں میں سیکڑوں اہل کاروں کی ہلاک ہوگئے ہیں۔ قندھار کے ضلع میوند میں فوجی اڈے پر مجاہدین کا قبضہ اور ۶۰ فوجیوں کی ہلاکت ایک اہم سنگ میل ہے۔ بالخصوص بگرام، کابل اور قندھار میں امریکی فوجیوں پر فدائی اور جارحانہ حملوں میں متعدد فوجیوں کی ہلاکت سے دشمن کی قوت کمزور ہوئی ہے۔ صوبہ فراہ کے ائیرپورٹ میں امریکی فوجیوں پر میزائل حملے کے بعد میدان چھوڑ کر بھاگ جانا دشمن کی مجبوری بن گئی ہے۔ ہلمند میں شوراب نامی امریکی فوجی اڈے کو سکر بیسٹ میزائل سے نشانہ بنانا اور کابل ائیرپورٹ میں امریکی وزیر دفاع اور نیٹو کے اہم رہنماؤں پر مجاہدین کے راکٹ حملے واضح ثبوت ہیں کہ قابض امریکی فوجی اور ان کے اتحادی مجاہدین کے خلاف ریت کی دیواریں کھڑی نہیں کر سکتے۔ یہ بات ٹھیک ہے کہ وحشیانہ بمباریوں میں نہتے شہریوں کو نقصان ضرور ہو گا، لیکن اس کی قیمت بھی امریکی اور افغان فوجیوں کو ادا کرنا ہو گی۔ مجاہدین کے عزم کو متزلزل کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی افغان عوام کو آزادی کے کاز اور اسلامی نظام کے نفاذ کے مطالبات سے دست بردار کیا جاسکتا ہے۔ اس حوالے سے گزشتہ سولہ برس کے دوران امارت اسلامیہ کے رہنماؤں اور ساتھیوں نے بہت اچھا امتحان دیا ہے۔

سوال میڈیا آئے روز ایسی خبریں شائع کرتا ہے کہ دشمن کی کارروائی میں درجنوں مجاہدین شہید، زخمی اور گرفتار ہوئے ہیں۔ حالیہ جنگوں میں مجاہدین کے جانی نقصانات کے بارے میں درست معلومات کیا ہیں؟

جواب امریکا کی نئی حکمت عملی کے اعلان کے بعد فضائی حملوں میں بھی اضافہ ہوا ہے، جس سے قندوز، لوگر، ہلمند، قندھار، ننگرہار، کابل اور دیگر علاقوں میں خواتین اور بچوں سمیت درجنوں مظلوم شہری شہید اور ان کے گھر تباہ ہوئے ہیں۔ دشمن نے اپنا سفاکانہ اور انسان دشمن چہرہ دنیا کے سامنے بے نقاب کر دیا ہے۔ دشمن نے کئی بار ہلمند اور دیگر علاقوں میں کٹھ پتلی فورسز کو بھی نشانہ بنایا ہے۔ حواس باختہ دشمن کے مہلک اور بے نتیجہ حملوں میں مجاہدین کو کوئی قابل ذکر نقصان نہیں

پہنچا۔ امریکی فوجیوں کے وحشیانہ فضائی حملوں میں اضافے کے بعد مجاہدین نے بھی پورے افغانستان میں اپنی حکمت عملی تبدیل کر لی ہے۔ مجاہدین نے رات کے چھاپوں، فضائی حملوں اور دیگر مظالم کے خلاف منظم طریقے سے بہترین منصوبہ بندی کی ہے، جس کے باعث دشمن کے حملوں میں مجاہدین کو کوئی قابل ذکر نقصان نہیں پہنچ سکا ہے۔

البتہ جنگ جاری ہے۔ ظاہر ہے کہ اس میں مجاہدین کو بھی نقصان پہنچ ہی جاتا ہے، لیکن وہ بہت معمولی نقصانات ہیں۔ ان نقصانات کا سلسلہ تو گزشتہ سولہ برس سے جاری ہے۔ اللہ کے فضل سے مجاہدین نئی امریکی حکمت عملی اور منصوبوں کے شر سے محفوظ رہے ہیں۔ لہٰذا مجاہدین کی شہادت کے حوالے سے میڈیا میں دشمن جو پروپیگنڈا کر رہا ہے، اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اس حوالے سے دشمن بڑی جرأت سے جھوٹے دعوے کر رہا ہے کہ ایک جگہ مجاہدین کی تعداد سو بھی نہیں ہوتی، لیکن دشمن وہاں 'ایک سو بیس مجاہدین کی شہادت کا دعویٰ کرتا ہے۔' اس پروپیگنڈے سے پہلے دشمن کو کچھ فائدہ ہوا تھا اور نہ ہی اس کے بعد ہوگا۔ امریکی فوج کی جانب سے ہر سال افغانستان میں ہزاروں کی تعداد میں بم گرائے جاتے ہیں، لیکن اللہ کے فضل سے مجاہدین کی صف کو کمزور کرنے کے برعکس افغان عوام کے جذبات میں اضافہ ہوتا ہے، جس کے باعث امارت اسلامیہ کی صف میں مزید قوت پیدا ہوتی ہے۔

سوال کہا جاتا ہے امریکی بمباری میں اضافے کے باعث روزانہ عام لوگ لقمہ اجل بنتے ہیں۔ اس حوالے سے آپ کی معلومات کیا ہیں؟

جواب امریکا کی نئی حکمت عملی کا اہم اور غیر اعلانیہ حصہ یہ ہے کہ 'وہ عام لوگوں کا قتل عام کرے اور بمباری کے ذریعے افغان عوام سے مجاہدین کی حمایت کا بدلہ لے کر مجاہدین پر دباؤ ڈالے، لیکن اس کو یہ پتا نہیں ہے کہ سوویت یونین نے پندرہ لاکھ افغانوں کو شہید کیا تھا۔ ان کے گاؤں کھنڈرات بنا دیے تھے۔ لاکھوں افراد کو ہجرت پر مجبور کیا تھا، لیکن اس کے باوجود قوم کا ارادہ تبدیل کیا اور نہ ہی کوئی کامیابی حاصل کر سکا تھا۔ میں نے پہلے اشارہ کیا ہے کہ امریکا نے لوگر، ہلمند، قندوز اور کچھ دوسری جگہوں میں مظلوم شہریوں کو نشانہ بنایا تھا۔ عورتوں اور بچوں کو شہید اور زخمی کیا تھا، لیکن امریکا اس کا کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکا۔ اس کے برعکس قوم کے جذبات میں نیا جوش پیدا ہوا ہے اور امریکیوں اور کٹھ پتلیوں کے خلاف نفرت میں اضافہ ہوا ہے، جس کے باعث مجاہدین کی صف مزید مضبوط ہوئی ہے۔

سوال حال ہی میں کابل، پروان اور دیگر علاقوں میں مجاہدین نے کامیاب کارروائیاں کی ہیں۔ اسی طرح قندھار کے ضلع معروف بھی فتح ہوا ہے۔ ان واقعات اور دیگر فتوحات کے بارے میں قارئین جاننا چاہتے ہیں۔

جواب ٹرمپ کی نئی پالیسی کے اعلان کے وقت مسلمانوں کی عید کے دن تھے۔ امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے پورے افغانستان میں عید کی خوشی کی مناسبت سے اپنی کارروائیوں میں کمی لائی تھی۔ جب عید گزر گئی تو مجاہدین نے ایک بار پھر کارروائیوں میں تیزی لانے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اس دوران امریکا اور کابل انتظامیہ کے عسکری حکام نے پروپیگنڈا کیا کہ 'ٹرمپ کی حکمت عملی کے اثرات ظاہر ہوگئے۔ یعنی کہ طالبان (مجاہدین) کی کارروائیوں میں نمایاں طور پر کمی آئی ہے۔' لیکن اب ایک بار پھر مجاہدین نے افغانستان بھر میں اپنی کارروائیوں میں تیزی لائی ہے۔ کئی علاقوں پر اپنا کنٹرول قائم کر لیا ہے۔ دشمن کو بھاری جانی دشمن سے دوچار کیا ہے۔ ہلمند اور قندوز میں دشمن کا فوجی آپریشن ناکام بنا دیا ہے۔ ارزگان، قندھار، پروان، فاریاب، بادغیس، فراہ اور دیگر صوبوں میں دشمن کے اہم اضلاع، فوجی اڈوں، چوکیوں اور وسیع علاقوں پر مجاہدین نے اپنا کنٹرول قائم کر لیا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ دشمن کی نئی حکمت عملی نے مجاہدین کی پیش رفت اور کارروائیوں پر کوئی منفی اثر نہیں ڈالا، اس کے برعکس امریکا کے خلاف مجاہدین کا مؤقف اور عزم مزید مضبوط ہوا ہے۔ امارت اسلامیہ کے مجاہدین جنگ

کے میدان میں بہترین حکمت عملی اور منصوبہ بندی کے ساتھ پیش رفت کرتے ہوئے مزید فتوحات حاصل کر رہے ہیں۔ ان شاء اللہ

سوال افغانستان میں امریکی فوج کی موجودگی اور اس کے خلاف جہاد کے سولہ برس بیت گئے ہیں۔ امریکی حکام کہتے ہیں کہ یہ ان کی تاریخ میں سب سے طویل جنگ ہے۔ اس طویل جنگ میں امارت اسلامیہ کے مجاہدین کے مورال کی کیا حالت ہے؟ مجاہدین کب تک امریکا کے خلاف مقابلہ کر سکنے کی پوزیشن میں ہیں؟

جواب مجاہدین کے حوصلے کے حوالے سے مختصراً یہ بتا دوں کہ کچھ عرصہ قبل کہ ابھی تک ٹرمپ نے نئی حکمت عملی کا اعلان نہیں کیا تھا، مجاہدین بالخصوص فدائی دستے بہت پریشان تھے۔ وہ کہتے تھے 'اگر امریکی صدر نے اپنی فوج کے مکمل انخلا کا اعلان کر دیا تو ہمارے جہادی حملوں کے لیے مواقع کم ہو جائیں گے، جس سے ہم شہادت سے محروم ہو جائیں گے۔' جب ٹرمپ نے نئی حکمت عملی کا اعلان کیا تو مجاہدین نے خوشیاں منائیں کہ اب ہم حملوں اور شہادت سے محروم نہیں رہیں گے۔ انہوں نے اس عزم کا اظہار کیا کہ اب ہم جام شہادت نوش کریں گے یا سرخ رُو ہو کر غازی بن جائیں گے۔ امریکا کے لیے اس طرح کے لوگوں اور قوم کا مقابلہ کرنا آسان کام نہیں ہے۔ یہ امریکا اور کابل انتظامیہ کی بس کی بات نہیں ہے۔ ہمارے مجاہدین جہادی جذبے سے سرشار ہیں۔ وہ بڑے شوق سے میدان جنگ میں لڑتے ہیں۔

مجھے یقین ہے امارت اسلامیہ کے مجاہدین کے حوصلے شہادتوں سے پست ہوں گے اور نہ ہی دشمن کے مظالم اور بمباریوں سے متزلزل ہوں گے۔ گزشتہ سولہ برس کی تاریخ ہمارے سامنے ہے۔ اس عرصے میں امریکا، نیٹو اور تمام غلاموں نے ہر قسم کا دباؤ اور طاقت کا استعمال کر لیا ہے، لیکن اس کے نتائج ان کے سامنے امید سے برعکس برآمد ہوئے۔ مجاہدین کے نزدیک جہاد ایک الٰہی فریضہ ہے۔ مجاہدین کے لیے اسلامی نظام کا نفاذ اور اپنے وطن کی آزادی اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے۔

ہمارے مجاہدین اپنے اعلیٰ اور مقدس مقاصد کے حصول کی راہ میں تھکاوٹ محسوس کرتے ہیں اور نہ ہی کسی کی دھمکیوں اور دباؤ کا شکار ہوتے ہیں۔ جو قوم اللہ کی راہ میں قربانی دینے سے لطف اندوز ہو اور شہادت اس کی دلی تمنا ہو، وہ ہرگز استعماری قوتوں کے دباؤ، دھمکیوں اور کٹھ پتلی حکمرانوں کے منفی ہتھکنڈوں سے مرعوب ہوگی اور نہ ہی مایوس ہوگی۔

سوال اشرف غنی کی حکومت نے حال ہی میں مجاہدین کے خلاف سرچ آپریشن کی آڑ میں اسلامی اقدار کے خلاف کارروائیوں کا سلسلہ شروع کیا ہے، جس کے تحت مدارس، علمائے کرام اور زعماء و معززین کو حراست میں لینا اور فحاشی اور کرپشن کو فروغ دینا ہے۔ آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں کہ دشمن ایسے ہتھکنڈوں سے کیا چاہتا ہے؟

جواب ماضی میں بھی جن سیاست دانوں نے مسلمانوں کے مذہبی عقائد، اقدار اور اسلامی شعائر کے خلاف اقدامات کیے تھے، وہ عوام کے شدید ردعمل اور غصے کے باعث اپنی حیثیت تک کھو بیٹھے تھے۔ کمیونسٹوں کا دور بہترین مثال ہے۔ جب انہوں نے مدارس، علماء، مساجد، نیک اور صالح لوگوں پر عرصۂ حیات تنگ کیا، عوام کو قتل کرنے، جیلوں میں ڈالنے اور مدارس اور مساجد کو بند کرنے جیسے اقدامات سامنے لائے تو اُنہیں سنگین نتائج سے دوچار ہونا پڑا تھا۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ آج بھی مدارس قائم ہیں۔ علماء موجود ہیں۔ مساجد آباد ہیں، لیکن ایک بھی کمیونسٹ موجود نہیں ہے، جو اپنے نظریے کا دفاع کر سکے۔

اسی طرح سیکولر لوگوں کا انجام بھی دیکھیں۔ اشرف غنی اپنی تربیت اور تعلیم کے مطابق ایک سیکولر اور غیر مذہبی شخص ہیں۔ وہ شاید اسلام مخالف اقدامات کے نتائج سے کمیونسٹوں کی طرح بے خبر ہے۔ سیکولر قوتوں کو مضبوط کرنا، دینی اقدار کی توہین کرنا، فحاشی اور دہریت کو فروغ دینا، مذہبی اشرافیہ، علمائے کرام اور طالب علموں کو جیلوں میں ڈالنا، اہل مدارس کے لیے مختلف طرح کی مشکلات اور مسائل

پیدا کرنا، ان کے خلاف چھاپے مارنا، اساتذہ اور طالب علموں کو گرفتار کر کے تشدد کا نشانہ بنانا، میڈیا اور دیگر ذرائع سے لادین طبقے کی حوصلہ افزائی کرنا، یہ وہ اقدامات ہیں، جو عوام کے شدید ردعمل اور غصے کا باعث بن رہے ہیں۔ ایک دن ضرور ایسا آئے گا، جب ان لٹیروں سے حساب لیا جائے گا۔ اشرف غنی انتظامیہ کی تباہی کے لیے یہی اقدامات کافی ہیں۔ کیوں کہ انہوں نے گزشتہ سولہ برس سے کچھ سیکھا ہے اور نہ ہی آئندہ سیکھنے کا ارادہ ہے۔ نام نہاد حکمران عوامی جذبات کو سمجھتے ہیں اور نہ ہی باطل کے مقابلے میں حق کو کامیاب دیکھنا چاہتے ہیں۔ اشرف غنی انتظامیہ کے یہی اسلام مخالف اقدامات ان کے زوال کا سبب بن رہے ہیں۔ جب کہ مجاہدین کو عوامی حمایت حاصل ہے اور روزبروز یہ حمایت بڑھ رہی ہے۔ حتی کہ جو لوگ پہلے امارت اسلامیہ کے بدخواہ تھے، انہوں نے بھی اب حقائق کا ادراک کر لیا ہے۔ اور وہ مجاہدین کی حمایت کر رہے ہیں۔

سوال آپ کیا سمجھتے ہیں کہ موجودہ حالات کے تناظر میں مجاہدین کی کامیابی کے عوامل کیا ہو سکتے ہیں؟ انفرادی اور اجتماعی شکل میں مجاہدین کون سے اقدامات کی طرف متوجہ ہوں، تاکہ قابض قوتوں کے خلاف جلد کامیابی مل سکے؟

جواب مجاہدین کی کامیابی کا سب سے اہم عنصر حق کا ساتھ دینا ہے۔ خدانخواستہ اگر امارت اسلامیہ حق پر قائم نہ ہوتی تو اس کو اتنی واضح اور کھلی کامیابیاں نہ ملتیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ (الحمدللہ) مجاہدین اطاعت گزار اور وفادار ہیں، جس کی وجہ سے خدائی نصرت ہمارے شامل حال رہتی ہے۔ ایک اور اہم عنصر مجاہدین کے درمیان اتحاد اور ہم آہنگی ہے۔ بڑوں اور چھوٹوں کے ساتھ حسن سلوک اور عوام کے ساتھ نیک سلوک اور نرم رویہ بھی بہت مؤثر ہے۔ انفرادی طور پر مجاہدین مزید بھی تقوی، امانت، دیانت داری اور اللہ کے احکامات پر زیادہ سے زیادہ عمل کریں، عوام کے ساتھ اچھا سلوک کریں، اجتماعی لحاظ سے اطاعت، اتحاد، تحمل، ہم آہنگی، رواداری، دشمن کے خلاف اچھی منصوبہ بندی، دشمن کی کمزوروں سے فائدہ اٹھانا، امارت اسلامیہ کے ذمہ داران اور عام مجاہدین کے تحفظ پر توجہ مرکوز کرنے جیسے اقدامات مکمل کامیابی کے لیے ضروری عوامل ہیں۔ سب سے اہم اور لازمی امر استقامت ہے۔ اسی طرح صبر، حوصلہ اور اللہ تعالی سے فتح کی امید مجاہدین کی کامیابی کے اہم اسباب ہیں۔ ان شاء اللہ

سوال آپ امارت اسلامیہ کے ترجمان کی حیثیت سے ہمارے قارئین کے لیے کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب مَیں قارئین سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ جہاں تک ممکن ہو، اپنے مجاہدین بھائیوں کی حمایت کریں۔ ان کی کامیابی کے لیے دعا کریں یا کم از کم مجاہدین کو بُرا نہ کہیں۔ ان کی بدنامی نہ کریں۔ دشمن کے پروپیگنڈے کا شکار نہ ہوں۔ امارت اسلامیہ کے رہنماؤں سے بدظن نہ ہوں۔ جہاد پوری مسلم قوم کا اسلامی فریضہ ہے۔ صرف مجاہدین اور علمائے کرام ہی پر فرض نہیں ہے۔ مسلم قوم کے ہر طبقے کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلامی نظام کے نفاذ اور کفار سے آزادی کی جدوجہد میں حصہ لے اور اپنا کردار ادا کرے۔ نظریاتی طور اور عملی میدان میں مجاہدین کے ساتھ تعاون کیا جائے۔ اللہ تعالی کے دین کو سمجھنے اور اس کے دفاع و تحفظ کے لیے اپنی ذمہ داریوں کا احساس کیا جائے۔ امارت اسلامیہ کے مجاہدین پوری قوم کے لیے قربانیاں دے رہے ہیں۔ اسلام ہم سب کا مشترکہ دین ہے۔ افغانستان بھی ہم سب کا مشترکہ گھر ہے۔ اس لیے ہم سب کو مل کر اس کی آزادی کے لیے جدوجہد کرنا ہوگی۔

جو لوگ دشمن کے منفی پروپیگنڈے کا شکار ہو گئے ہیں اور دھوکے سے دشمن کی صف میں کھڑے ہیں یا دشمن کے پروگراموں کی حمایت کرتے ہیں یا ان سے امیدیں وابستہ کر رکھی ہیں یا کچھ پیسوں کی خاطر اس کے حامی بن بیٹھے ہیں تو انہیں اپنے انُ برے اعمال سے توبہ کرنی چاہیے۔ وہ اللہ سے معافی مانگیں۔ اپنی سوچ تبدیل کریں اور اللہ تعالی کے دین کے دشمنوں کی صف سے نکل جائیں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

وماعلینا الا البلاغ

بے حیثیت اشرف غنی!

لطیف عزم

ہر سال ماہ ستمبر میں اقوام متحدہ کا سربراہی اجلاس نیویارک میں ہوتا ہے، جس میں ۱۹۳ ممالک کے صدور اور نمائندگان خطاب کرتے ہیں۔ رواں سال افغانستان کی نمائندگی کٹھ پتلی صدر اشرف غنی نے کی، لیکن اجلاس میں ان کے خطاب کے دوران بیشتر ممالک کے صدور اور سیاسی رہنما ہال میں حاضر نہیں تھے۔ انہوں نے خالی کرسیوں سے خطاب کیا۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق اشرف غنی کے خطاب کے دوران ۱۹۳ ممالک کے صدور اور نمائندگان میں سے ہال میں صرف پچاس افراد موجود تھے، باقی سب ہال سے باہر نکل گئے تھے۔

اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ اقوام متحدہ کے سالانہ سربراہی اجلاس سے جن ممالک کے صدور اور نمائندے خطاب کرتے ہیں، وہ عالمی مسائل اور بین المالک رابطوں کے ماہرین ہوتے ہیں۔ وہ یہ جانتے ہوں گے کہ کس ملک کے صدر کا خطاب اہمیت کا حامل ہوتا ہے، جس کا سننا ضروری ہے؟! کیوں کہ اس اہم اجلاس کے بعد اقوام اور ممالک کے سیاسی کردار اور صورت حال کے پیش نظر فیصلے ہوتے ہیں اور متعلقہ امور اور مسائل پر گفتگو ہوتی ہے۔

دوسرا اہم نقطہ یہ ہے کہ جنگ زدہ افغانستان کی سیاسی اور اسٹریٹجک اہمیت کے پیش نظر اجلاس میں شریک عالمی رہنماؤں کا افغان صورت حال سے پوری طرح آگاہ ہونا ضروری ہے، لیکن افغانستان کی اس قدر اہمیت کے باوجود عالمی رہنماؤں نے اشرف غنی کا خطاب سننا گوارا نہیں کیا۔ بلاشبہ یہ لمحہ فکریہ اور نام نہاد حکمران کے لیے شرم ناک سوالیہ نشان ہے۔

ایسا لگتا ہے امریکا کی غلام کابل انتظامیہ امریکا کی اجازت اور مرضی کے بغیر کسی اقدام کا مجاز نہیں ہے اور نہ ہی اس میں ایسی کوئی صلاحیت ہے۔ اسی لیے عالمی رہنماؤں نے بھی ان کا خطاب سننا وقت کا ضیاع سمجھا۔ اب دنیا یہ جانتی ہے کہ امریکا نے افغانستان میں امن و استحکام لانے کے لیے ۱۷ سال سے وہاں اپنی فوج مسلط کر رکھی ہے۔ امریکا نے ایک مضبوط حکومتی ادارہ قائم کرنے کے لیے دنیا سے اربوں ڈالر جمع کر کے افغانستان پر خرچ کیے، لیکن ۱۷ سال گزرنے کے باوجود افغانستان میں امن قائم ہوا اور نہ ہی ایک مستحکم حکومت وجود میں لائی گئی۔

اب بھی افغانستان میں جنگ جاری ہے۔ امریکا فضائی اور ڈرون حملوں اور رات کو چھاپوں کے دوران ہر روز بے گناہ شہریوں کا قتل عام کرتا ہے۔ افغانستان کے نصف رقبے پر مجاہدین کا کنٹرول ہے۔ جن علاقوں پر نام نہاد حکومت کا کنٹرول ہے، وہاں کرپشن، انتشار، بدامنی، اغوا برائے تاوان اور لوٹ مار کا راج ہے۔ یہی وجہ ہے کہ افغانستان کے حکمرانوں پر سے عالمی رہنماؤں کا اعتماد ختم ہو چکا ہے۔ وہ مایوس ہیں اور سمجھتے ہیں کہ افغان جنگ امریکی مفادات کے تحفظ کے لیے جاری ہے۔ کابل انتظامیہ ایک بے اختیار مہرہ ہے، جس کی اپنی کوئی حیثیت اور اختیار نہیں ہے۔ اس لیے وہ اس معاملے پر صحیح معنوں میں کردار ادا کرنے کو تیار نہیں ہیں۔

عالمی امور کے ماہرین کے مطابق اشرف غنی کے خطاب کے دوران عالمی رہنماؤں کے بائیکاٹ نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ کابل انتظامیہ پر اعتماد نہیں کرتے۔ کیوں کہ وہ بااختیار ہے اور نہ ہی افغان عوام کی خواہشات کی ترجمانی اور ان کے حقوق کا دفاع کر سکتی ہے۔ اس لیے دنیا کی اکثریت اس کو نفرت اور شک کی نگاہ سے دیکھتی اور بین الاقوامی سطح پر اس کی سرزنش کی جاتی ہے۔

بالآخر خطہ امارت کی حمایت کرے گا

خبیر احمد

امریکی صدر نے افغانستان اور جنوبی ایشیا کے لیے اپنی جنگی اسٹریٹیجی کے اعلان کے ساتھ اپنے ان وعدوں کو پامال کر دیا ہے، جو انہوں نے الیکشن مہم کے دوران امریکی عوام سے کیے تھے۔ جب وہ کہتے تھے کہ 'افغانستان سے اپنی فوج نکال لیں گے اور اپنی جنگی مہم ختم کر دیں گے۔' ٹرمپ نے طویل انتظار کے بعد اپنی اسٹریٹیجی کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ 'افغانستان سے نہ صرف اپنی فوج نہیں نکالیں گے، بلکہ فوج کی تعداد میں مزید اضافہ کریں گے۔ جنگ مزید تیز کی جائے گی، تاکہ ان کے بقول 'اپنے دشمن کا خاتمہ کر سکیں۔'

افغانستان اور جنوبی ایشیا کے لیے امریکا کی حالیہ پالیسی کے ردعمل میں پاکستان اور ایران کے علاوہ اہم قوتوں چین اور روس نے بھی مخالفانہ ردعمل ظاہر کیا ہے۔ انہوں نے ٹرمپ کی اسٹریٹیجی کو غیر منطقی اور نفرت انگیز قرار دیا ہے۔ روس، چین اور خطے کے دیگر ممالک کا مؤقف ہے کہ ۲۰۱۰ میں نیٹو کے لزبن اجلاس میں فیصلہ کیا گیا تھا کہ '۲۰۱۴ کے آخر تک بیرونی قوتیں افغانستان سے بتدریج نکل جائیں گی' مگر امریکا اپنا کہا پورا نہیں کر رہا۔ اب جب امریکا نامعلوم وقت کے لیے افغانستان میں اپنی فوج رکھنا چاہتا ہے تو یہ افغانستان اور خطے کے لیے فائدے کے بجائے نقصان کا باعث اور صلح و مصالحت کے خلاف ہے۔

دوسری جانب خود امریکا میں بھی ٹرمپ کی اسٹریٹیجی پر شدید تنقید ہو رہی ہے۔ اسے امریکی عوام کے مفادات کے خلاف سمجھا جا رہا ہے۔ مشہور امریکی ٹی وی 'فاکس نیوز' نے اپنے ایک حالیہ سروے میں معلوم کیا ہے کہ 'امریکا کے ۶۲ فیصد شہری مزید فوج افغانستان میں بھیجنے اور جنگ کو طول دینے کے مخالف ہیں۔' اس سروے میں ۸ فیصد لوگوں نے غیر جانب داری ظاہر کی، جب کہ صرف ۲۹ فیصد لوگوں نے ٹرمپ کی اسٹریٹیجی کی حمایت کی ہے۔ اسی طرح افغانستان میں امریکا کے چند سرکاری ملازموں اور مراعات یافتہ طبقے کے علاوہ افغان عوام نے امریکا کی نئی پالیسی کی مخالفت کی ہے اور اسے افغانستان میں چین، روس، ایران اور پاکستان سے شروع ہونے والی نئی جنگ کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

جنگی امور کے مبصرین کے مطابق 'افغانستان میں امریکی فوج کی مزید موجودگی اور ٹرمپ کی جانب سے جنگ پر اصرار افغان عوام کے عزائم اور مفادات کے ساتھ دشمنی ہے، جو افغانستان میں امن اور خودمختاری کے خواہش مند ہیں۔' اس لیے ۱۷ سال امریکی فوج اپنے تمام تر جبر و تشدد کے باوجود اپنے مخالفین کو کمزور کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکی اور نہ افغانستان کے کسی چھوٹے سے علاقے میں امن اور خودمختاری قائم ہو سکی ہے۔

افغان باشندوں کو اس بات کا انتظار تھا کہ امریکا ماضی کے تلخ تجربات سے سبق حاصل کر چکا ہو گا اور نئی اسٹریٹیجی میں طاقت اور جبر کے بجائے امن اور مصالحت پر توجہ دے کر عقل و دانش کی روشنی میں نئی پالیسی سامنے لائے گا، مگر ایسا لگتا ہے امریکا افغانستان کے مسئلے اور حالات کو ایک بہانے کے طور پر استعمال کرنا چاہتا ہے۔ وہ دراصل چاہتا ہے کہ افغانستان کو جنگ کے ایک میدان کے طور پر بڑے عرصے تک استعمال کرتا رہے، تاکہ خطے کی دیگر قوتوں کے ساتھ اپنی رقابت کا سلسلہ جاری رکھے۔

یہی وجہ ہے چین اور روس سمیت نمایاں ممالک نے ٹرمپ کی اسٹریٹیجی کے اعلان کے بعد صریح مخالفت کا مؤقف اختیار کیا ہے۔ اس لیے بلاشک وشبہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ امریکا کے ناپاک اور برے عزائم کے مقابلے میں خطے اور پڑوسی ممالک غیر جانب دار نہیں رہ سکتے، وہ ضرور امارت اسلامیہ کی برحق مزاحمت اور سنجیدہ مؤقف کی ہمہ پہلو حمایت کریں گے۔

افغانستان کا مستقبل محفوظ رکھیں!

صلاح الدین صارم

افغانستان کی موجودہ صورت حال کا جائزہ لیا جائے تو مجموعی طور پر سیاسی، سلامتی، اقتصادی، انسانی، تہذیبی، ذاتی، اجتماعی یا کسی بھی معاملے کا درست مطالعہ کیا جائے تو کسی جانب سے امید کی کرن نظر نہیں آتی۔ ہر طرف نتیجہ مایوس کن ہے۔ اگر ان حالات میں مثبت تبدیلی کی کوئی توقع کی جاسکتی ہے تو اس کے لیے چند نکات پر غور کرنا ہو گا۔ اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ امریکا افغانستان میں ناکام ہو چکا ہے۔ وہ راہ فرار اختیار کر رہا ہے۔ اب مغرب بھی اس حقیقت کا ادراک کر چکا ہے۔ خود امریکی بھی اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے باعزت واپسی کی راہ تلاش کر رہے ہیں۔

افغانستان میں امریکی فوجیوں کی تعداد بڑھانے، کم کرنے، انخلا اور دیگر معاملات صرف عوامی توجہ ہٹانے کے لیے ہیں۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ حال ہی میں 'وال اسٹریٹ' میں شائع شدہ مضمون کے مطابق:

'ٹرمپ افغانستان سے اپنی فوج کے انخلا کی حکمت عملی پر غور کر رہے ہیں۔ وہ سوچ رہے ہیں کہ افغانستان سے انخلا یا وہاں موجودگی کے نتائج کیا ہوں گے؟ وائٹ ہاؤس کے حکام کے درمیان افغانستان کے مسئلے پر شدید اختلافات موجود ہیں۔ سات ماہ تک ایک متفقہ پالیسی بنانے میں کامیابی نہیں مل سکی تھی۔

اسی طرح ایک اور امریکی اہل کار کے حوالے سے لکھا ہے کہ 'اگر ہم وہاں طویل عرصے تک نہیں ٹھہریں گے تو پھر فوجیوں کی تعداد میں اضافہ کرنا غیر ضروری اقدام ہے۔ ابھی مکمل انخلا بہتر آپشن ہے۔'

اب کہا جا رہا ہے کہ امریکی فوجیوں کی جگہ بلیک واٹر کے اجرتی قاتلوں کو تعینات کیا جائے گا۔ اگرچہ یہ بھی امریکی ہیں، لیکن کسی حد تک مستقبل کے حادثات اور نقصانات کا ذمہ دار وائٹ ہاؤس کو نہیں ٹھہرایا جائے گا، بلکہ شکست کا سارا نزلہ ان کنٹریکٹ جنگجوؤں پر گرایا جائے گا۔ ایسی اطلاعات بھی ہیں کہ امریکی فوجی اگلے موسم سرما میں افغانستان سے مکمل طور پر نکل جائیں گے، کیوں کہ موسمی حالات اور سخت سردی کے باعث مجاہدین فوری طور پر جارحانہ حملے نہیں کر سکتے، جس کے باعث قابض قوتوں کے سہارے کے بغیر کابل انتظامیہ کی بوسیدہ عمارت فوری طور پر زمین بوس نہیں ہو سکتی، لیکن موسم کے ٹھیک ہونے کے بعد کابل انتظامیہ کی بقا کی ضمانت کوئی نہیں دے سکتا۔ آج ہو یا کل، یہ صورت حال پیش آنے والی ہے۔ ۹۰ کی دہائی جیسے حالات سے بچنے کے لیے امارت اسلامیہ کے مجاہدین پر بڑی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ کیوں کہ اب تک یہ لگتا ہے کہ مجاہدین نے افغانستان کو کنٹرول کرنے اور انتقال اقتدار کے لیے تیاری نہیں کی ہے۔ جب کہ صورت حال یہ ہے کہ حملہ آوروں کے انخلا کے بعد کابل کی کمزور حکومت قائم نہیں رہ سکتی۔ بہت جلد اقتدار کی منتقلی کا خلا پیدا ہو جائے گا، جس کے باعث ۹۰ کی دہائی کے حالات دوبارہ رونما ہو سکتے ہیں۔

خدا نہ کرے کہ جہاد اور عظیم قربانیوں کے ثمرات ضایع ہوں، اس لیے تمام افغان عوام، خاص طور پر میدان عمل میں مصروف افراد کو صبر و تحمل کا مظاہرہ کرنا ہو گا۔ یہ بنیادی معاملہ ہے۔ یہ معاملہ سب کے لیے ہے۔ اس میں اُنہیں بھی متوجہ کیا گیا ہے، جنہیں قصور وار ٹھہرایا جاتا ہے۔ اور ان کو بھی، جنہوں نے افغانستان کے دفاع، آزادی، مذہبی اقدار اور وطن کے تحفظ کا حق ادا کیا ہے۔ بلاشبہ مجاہدین قیادت کا بھرپور حق رکھتے ہیں۔ انتقام لینے کے بجائے عفو و درگزر کے رویوں کو فروغ دیا جائے۔ حقائق پر گہری نظریں جمائی جائیں۔ نااتفاقی، تقسیم، گڑبڑ اور ہر قسم کی مشکلات کے عوامل کا ادراک کیا جائے۔ ہمارے مسلمان عوام اسلامی نظام کے نفاذ کے طلب گار ہیں۔ عوام اور حکمران طبقے کے درمیان فرق ملحوظ رکھا جائے۔ کابل پر مسلط طبقے نے محدود مادی وسائل کے بل بوتے پر افرادی قوت حاصل کی تھی۔ انقلاب کی کامیابی کے پہلے مرحلے میں دیکھا جائے گا کہ ان کے گریبانوں میں بااحساس لوگ کس طرح اپنا ہاتھ ڈالیں گے۔ وہ اپنی ذمہ داریاں کیسے ادا کریں گے۔ کس طرح طویل خاموشی کی تلافی کریں گے؟

مسلمانوں پر خلافت کا قیام فرض ہے

حسن مومند

مغربی دانش وروں کی حالت انتہائی قابل افسوس ہے۔ وہ باوجود سب کچھ جاننے کے خود کو بے خبر ظاہر کر رہے ہیں۔ وہ حقائق مسخ کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔ امریکا کی قیادت میں نیٹو نے امریکی قیادت میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف صلیبی جنگ کا اعلان کرتے ہوئے مسلم خطوں پر ناجائز قبضہ جمایا یا وہاں اُٹھنے والی تحریکوں کے ذریعے حکومتیں گرائی ہیں۔ اس مغربی اتحاد نے بے گناہ مسلمانوں کو بہت بے رحمی سے قتل کیا ہے۔ مسلمانوں کے آباد شہروں اور دیہاتوں کو کھنڈرات میں بدل دیا ہے۔ اگر ہم نیٹو کی صلیبی جنگ کو ایک طرف رکھ کر برما کو دیکھیں تو مغرب یہاں سے اپنی بے چینی اور بدامنی کی وجہ دریافت کر سکتا ہے۔ وہ سمجھ جائے گا کہ امن کی بانسری بجانے والے مغرب میں جہاد کی لہر کیوں پروان چڑھ رہی ہے؟ وہ جان لے گا کہ مسلمانوں کے دلوں میں مغربی ممالک سے نفرت کیوں پیدا ہو رہی ہے؟ مسلمانوں کے ہاتھوں میں اسلحہ کیوں ہے؟ برمی حکومت کے پاس مسلمانوں کی دربدری کے لیے کوئی جواز نہیں ہے۔ وہ صرف مذہبی تعصب کی شکار ہے۔ ان حالات میں مسلمان اسلحہ نہ اٹھائے تو کیا کرے؟ مسلمانوں کے وحشی قاتل اسلحے کے علاوہ کوئی زبان نہیں سمجھتے۔

برما میں ظلم و دہشت کی ایسی دردناک تاریخ شاید ہی کہیں دیکھنے کو ملے۔ دنیائے مذاہب کی تاریخ اٹھا لیجیے۔ جو کوئی مذہب آسمانی سند سے عاری ہو گا، اس کے پیروکار انسانیت کے ساتھ ایسی دشمنی اپنے سینوں میں پال لیتے ہیں، جس کا سوچ کر ہی انسانیت کانپ اٹھتی ہے۔ آپ عیسائیت سے شروع کریں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھا لیے جانے کے بعد جن لوگوں نے عیسائیت کو تبدیل کیا اور اُس کو آسمانی رابطے سے کاٹ دیا تو اس بے نام و نسب رہ جانے والے نام نہاد مذہبی افکار و خیالات کے ماننے والے در حقیقت درندے بن گئے تھے۔ وہ اپنے سوا تمام دنیا کو حقیر سمجھتے تھے۔ وہ خود کو خدا کا برگزیدہ کہلواتے تھے۔ اُن مغرور مذہبی پادریوں کے تکبر و غرور کے سامنے باقی انسانوں کی کوئی قدر و قیمت نہیں تھی۔ اسی لیے وہ اپنے غیر پیروکاروں کو زندہ حالت میں آگ سے جلا کر راکھ بنا دیتے تھے۔ لوہے کے پنجوں کے ساتھ اُن کی کھالیں اُدھیڑ دیتے تھے۔ عیسائیت کے لبادے میں چھپی یہودیت کے ایسے گھناؤنے مظالم سے تاریخ تاریک ہو کر رہ گئی ہے۔

ایسا ہی کام اسپین سے مسلمانوں کو نکالے جانے پر بے سند عیسائیت کے بادشاہ فرڈی نینڈ اور اُس کی ملکہ ازابیلا نے کیا تھا۔ یہی کام چنگیز خان نے کیا تھا، جس کے پاس نام کو بھی آسمانی مذہب نہیں تھا۔ یہی کام فرڈی نینڈ کی عیسائیت کے پیروکار برطانیہ نے کیا تھا۔ برصغیر کی تاریخ گواہ ہے۔ روس تو کسی بھی مذہب کی پابندی کو غلامی سمجھ کر اس کا لباس ہی اپنے جسم سے اُتارے ہوئے ہے۔ جس کی وجہ سے اُس نے سوویت یونین بننے کے لیے کیا کیا مظالم ڈھائے تھے! امریکا کی کہانی بھی یہی ہے۔ اور اب برما کو دیکھیے۔ مذہب کے نام پر خود ساختہ غیر فطری خیالات کی وجہ سے اس کا آسمان سے کوئی رشتہ تعلق ہی نہیں ہے۔ آسمان کے ساتھ رشتۂ عبدیت کے نہاں خانوں میں پنہاں ’نرمی و رحم پسندی‘ ہی وہ جوہر ہے، جو انسانیت کو انسانیت کا نور عطا کرتی ہے۔ اسی لیے اسلام کا روزِ اول سے یہ نظام رہا ہے کہ حکومتی باگ دوڑ مذہب کے ہاتھ میں رہے۔ اسی بنیاد پر مسلمانوں پر خلافت کا قیام فرض ہے۔

اصلی ہیرو مجاہدین ہیں

لطیف عزم

امریکا جب کسی ملک پر جارحیت کا ارادہ کرتا ہے تو سب سے پہلے وہاں پرانے اور دفن شدہ تنازعات کو ہوا دیتا ہے۔ اس کے بعد ان پر ایسے ناکام اور نااہل چہرے مسلط کرتا ہے، جن کا کوئی ماضی ہوتا ہے اور نہ ہی اُن کے پاس کوئی قابلِ رشک کردار ہوتا ہے۔ اس سب کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ عوام آپسی جھگڑوں میں مصروف ہو جائیں، تاکہ امریکا کو اپنا کام کرنے میں آسانی رہے۔ جو اس کے جی میں آئے، کر گزرے۔ ہم نے مشاہدہ کیا ہے کہ جب امریکا نے افغانستان پر حملہ کیا تو سب سے پہلے یہاں اُن کرداروں کے گلے میں غلامی کا طوق ڈالا، جو یا تو سویت یونین کی باقیات تھیں یا امریکی حکام کی رنگین محفلوں کا حصہ ہوا کرتے تھے۔ یا وہ ایسے لوگ تھے، جو پچھلے چودہ سالوں سے جہاد کے مقدس نام پر افغانوں کا خونِ ناحق بہاتے رہے تھے اور ایک منظم و اسلامی افغانستان کے لیے عوام کی امیدوں کو خاک میں ملا دینے والے تھے۔ امریکا ایسے ہی لوگوں کے ذریعے افغانستان کے قدرتی ذخائر لوٹ لینا چاہتا ہے۔ اور یہی وہ لوگ ہیں، جو اپنی ہی قوم کے درمیان نفرتیں پیدا کرنے کا سبب بنتے ہیں۔

امریکا نے موقع بہ موقع ان لوگوں کو استعمال کیا ہے۔ افغانستان کا اقتدار ان لوگوں کے ہاتھ دے کر اس کی قسمت پر سیاہی مل دی ہے۔ امریکا پچھلے سترہ سالوں سے انہیں ڈالر دے کر اپنی ضرورت کے مطابق افغانستان کی حریت و آزادی کے لیے اپنا خون اور جان پیش کرنے والے مجاہدین کے خلاف استعمال کرتا رہا ہے۔ اسی طرح امریکا نے افغان اقوام کو باہم دست و گریباں کرنے کے لیے انہیں ایک دوسرے کے دشمن کے روپ میں ظاہر کیا۔ ان میں سے ہر ایک کو 'اکثریت' کا احساس دلا کر اس کے دماغ پر افغانستان کے سیاہ و سفید کا مالک بننے کے خبط سوار کیا۔ جب کہ کسی کو حقوق کا جھانسہ دے کر میدان میں اتارا اور اسے حقوق کے حصول کے لیے مزاحمت کے راستے پر لگا دیا۔ اسی طرح کسی قبیلے کو یہ احساس دلایا کہ تمہاری قوم کے بڑے اس ملک کے ہیرو تھے۔ لہذا اب بھی کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ آپ کے بڑوں کی راج دھانی پر قبضہ کرے۔ تمہیں حکومت کرنے کا اپنا حق چھین لینا چاہیے۔ جب کہ کچھ لوگوں سے یہ کہا گیا کہ افغانستان کی آزادی میں آپ ہی کی قوم کے بڑوں نے زیادہ قربانیاں دی تھیں۔ قومی ہیرو کا درجہ تو صرف تمہارے لیے ہی خاص ہے۔ اس کے لیے تمہیں اسلحہ لے کر میدان میں آنا ہوگا۔

افغانستان کے غیور مسلمانوں کو یہ سوچنا چاہیے کہ امریکا کی ان چالوں اور فریب کاریوں کو اچھی طرح سمجھنا ہوگا۔ اپنی سوچ اور فکر کو مستحکم کیا جائے۔ افغان حکومت کے نام پر مسلط کٹھ پتلیوں کو اپنا قائد نہ بنایا جائے۔ افغانستان کے قومی ہیرو صرف وہی ہیں، جنہوں نے انگریز، روس اور امریکا کے خلاف اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے جہاد کیا اور اسلام اور قومی اقدار کے تحفظ کے لیے اپنا بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ ان کی قربانیوں کی ایک طویل فہرست ہے۔

افغان عوام ایسے لوگوں سے بچیں، جو قومی، لسانی اور علاقائی تعصب کا بدبودار نعرہ لگا کر عوام کو بھڑکانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے لوگ اسلام کا نام استعمال کرتے ہوئے اندرونِ خانہ امریکا کی خدمت گزاری میں مصروف ہیں۔ اور یہ لوگ پورے افغانستان کو امریکا کا غلام بنانا چاہتے ہیں۔

اب افغانوں کے غفلت کی نیند سے بیدار ہونے کا وقت ہے۔ ہمیں اپنے فیصلے دین اسلام کی روشنی میں کرنا ہوں گے۔ ہمیں اُن باتوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے، جسے امریکی غلام خوب صورت الفاظ کے غلاف میں بند کر کے ہمارے کانوں میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہمیں علی الاعلان یہ کہہ دینا چاہیے کہ ہمارا قائد اور رہبر صرف وہ ہے، جو اللہ تعالی کی رضا کی خاطر جہاد کرے۔ جو قوم کو جوڑنا چاہتا ہو۔ جو ملک میں اسلام کا نفاذ چاہتا ہو۔

افغانی امریکی فوجیوں کو قتل کریں!

امریکی تجزیہ کار

امریکا کی ایک ممتاز سیاسی کارکن اور تجزیہ کار نے اپنے ایک مضمون میں افغانستان میں امریکی فوجیوں کے جرائم کا اعتراف کرتے ہوئے کہا ہے کہ 'افغانوں کو مکمل حق حاصل ہے کہ وہ امریکی فوجیوں کو نشانہ بنائیں!'

'شر یورٹ ٹائمز' نامی اخبار نے ایک رپورٹ میں یونی ورسٹی کے استاد اور سیاسی امور کے مشہور تجزیہ کار 'انارڈ ڈوائر' کے حوالے سے لکھا ہے کہ "بہت عرصہ ہوا ہے امریکی فوج عراق اور افغانستان میں لوگوں کے قتل عام میں لگی ہوئی ہے۔ ایسے لوگ، جو واشنگٹن کے لیے کوئی سکیورٹی خطرہ نہیں بن سکتے اور نہ ان کا امریکا پر حملے کا کوئی ارادہ ہے، امریکی فوجی اُنہیں بے دریغ قتل کر رہے ہیں۔" امریکی کارکن کا کہنا ہے کہ 'ہماری فوج جارحیت گر دہے اور افغان خاندانوں کے ہر بچے کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنی سرزمین اور قوم کے دفاع کی خاطر امریکی فوجیوں کے خلاف لڑیں اور انہیں قتل کریں۔'

مذکورہ امریکی تجزیہ کار کے بقول امارت اسلامیہ کا ۱۱ ستمبر کے حملوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ محض ایک بہانہ تھا، جو امریکی حکومت نے بنایا تھا۔ ان کا اصرار ہے کہ امریکی فوج کے افغانستان میں قتل عام کو جنگی جرم قرار دینا چاہیے۔ انارڈ ڈوائر کا کہنا ہے کہ آپ یہ سوال پوچھ سکتے ہیں کہ 'مجاہدین امریکی فوج پر حملے کیوں کرتے ہیں؟' میں آپ کو مثال کے طور پر بتاتا ہوں کہ 'چین جیسے ایک بیرونی ملک نے بلا کسی دلیل و حجت کے امریکی عوام پر جارحیت کی ہے۔ اپنی مرضی کے حکمران ان پر مسلط کر رکھے ہیں اور ان کی فضا اور زمین کا محاصرہ کر رکھا ہے تو اگر امریکی شہری اس کے خلاف مزاحمت شروع کر دیں تو کیا اُنہیں مجرم سمجھا جائے گا؟'

انہوں مزید کہا کہ یہی صورت حال عراق اور افغانستان میں بھی ہے۔ ہم نے انتہائی ظالمانہ طریقے سے ان کی حکومتوں پر حملہ کیا ہے۔ حالانکہ وہ ہمارے لیے کسی قسم کا مسئلہ نہیں تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ ہم ایسا کیوں نہیں کر سکتے کہ اس جنگ کو مجاہدین یا دیگر مخالفین کی نظر سے دیکھیں۔ اُنہی کے زاویۂ نظر سے اس کا تجزیہ کریں۔ ان کی پیش کشوں پر غور کریں۔ ان کے بقول 'ہم ایسے مسلح لوگوں کے خلاف لڑ رہے ہیں، جو اپنی سرزمین اور عوام کی دفاع کے لیے اٹھے ہیں۔'

امریکی انتظامیہ نے صراحت کے ساتھ کہا ہے کہ رہنمائی کرنے والے اداروں کے ایک شعبے کے نہ ہونے کی وجہ سے ہم ۵۴ ارب ڈالر اضافی رقم جنگ کو گرم کرنے کے لیے خرچ کریں گے۔ انہوں نے ایک روسی سیاست دان کا قول نقل کرتے ہوئے کہا کہ 'روٹی نہ ملنا تمام ممالک میں جنگ کی پہلی دلیل ہے۔ حکومتوں کی جانب سے عوام کو اسی جہالت میں چھوڑا گیا ہے، تاکہ جنگوں کی مشین گرم رہے۔'

ممتاز امریکی تجزیہ کار کا کہنا تھا کہ 'اگر ہم خون کے بہت زیادہ پیاسے بھی ہو جائیں، تب بھی اقتصادی لحاظ سے جنگوں کا جاری رکھنا ممکن نہیں ہے۔ 'بموں کی ماں' کے نام سے بڑے بم افغانستان میں گرانا اور 'ٹاماہاک' نامی ۵۹ میزائل شام پر گرانے سے امریکا کو کئی ملین ڈالر کا نقصان ہوا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ امریکا اب یہ جان چکا ہے کہ افغانستان پر ۵ ہزار بڑے بم گرانے کی وجہ سے، جس میں ہزاروں بے گناہ شہری مارے گئے تھے، بہت سے وطن پرست نوجوان مسلح مخالفین (مجاہدین) کے ساتھ مل چکے ہیں۔ وہ اسلحے کی زبان میں امریکا کو جواب دینا چاہتے ہیں۔ انارڈ ڈوائر کے بقول امریکا افغانستان میں کئی ٹریلین ڈالر خرچ کرنے کے باوجود بڑے پیمانے پر داخلی اور خارجی بد اعتمادی کا شکار ہے۔ امریکی جنرلز کو اپنے مطلب پرست مشیروں کے مفادات کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ کیوں کہ وہ لوگ امریکی عوام کا خون بہانے میں بھی اپنا مفاد دیکھتے ہیں۔ ان کا آخر میں اصرار تھا کہ اس بڑی جنگ کا خاتمہ صرف مذاکرات اور مصالحت میں ہے، جس میں عسکری کارروائیاں اور بمباری روک کر پہل امریکا کو کرنی چاہیے۔ اس کے بعد مصالحت اور امن کی بات چیت ہو اور آخر میں تمام بیرونی فوجی افغانستان سے نکل جائیں۔

امریکی فوجیوں کی ہلاکت نقصان دہ ہے

لطیف عزم

ٹرمپ کی نئی حکمت عملی کے بعد افغانستان میں امریکی فوجیوں کی ہلاکتوں میں مسلسل اضافہ ہوا ہے۔ چند دنوں کے دوران قندھار، کابل، پروان اور لوگر میں مجاہدین کے فدائی اور براہ راست حملوں میں ۱۳۶ امریکی فوجی ہلاک اور زخمی ہو چکے ہیں۔ دو اگست کو قندھار ائیرپورٹ کے قریب ایک فدائی مجاہد نے بارود بھری کار امریکی فوجیوں کے قافلے سے ٹکرا دی، جس کے نتیجے میں دو بڑے امریکی ٹینک مکمل طور پر تباہ اور ان میں سوار ۱۵ فوجی موقع پر ہلاک اور زخمی ہو گئے۔ اسی طرح ۱۳ اگست کو صوبہ پروان میں امریکا کے بگرام ائیر بیس کے قریب ایک فدائی مجاہد کے حملے میں ۱۱ امریکی فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔ سڑک کے دونوں جانب تلاشی لینے والے امریکی فوجیوں پر فدائی مجاہد نے موٹر سائیکل کے ذریعے فدائی حملہ کیا، جس میں ۱۱ امریکی فوجیوں کو ہلاک اور زخمی کر دیا۔ اس کے علاوہ کابل کے ضلع قرہ باغ میں پیدل امریکی فوجیوں پر بم دھماکہ ہوا، جس میں ۷ امریکی فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔ چار اگست کو صوبہ لوگر کے ضلع برکی برک کے علاقے ٹنڈان میں امریکی اور افغان فورسز نے مشترکہ کارروائی کے دوران سرچ آپریشن کا آغاز کیا، جہاں گھات میں بیٹھے مجاہدین نے انہیں گھیرے میں لے کر اُن پر حملہ کر دیا۔ جس کے نتیجے میں دو امریکی ٹینک تباہ، ۶ فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے۔ پینٹاگون نے بھی اس واقعے کی تصدیق کرتے ہوئے افسوس کا اظہار کیا کہ '۱۷ سال بعد بھی افغانستان میں امریکی فوجی ہلاک ہو رہے ہیں۔'

ادھر ٹرمپ کے مشیر راجر اسٹون نے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ 'ہم کابل حکومت کے ساتھ ہر قسم کے تعاون کے لیے تیار ہیں، لیکن ٹرمپ کے لیے یہ بات قابل قبول نہیں ہے کہ اب تک افغانستان میں امریکی فوجیوں کی ہلاکت کے واقعات کیوں رونما ہو رہے ہیں۔' انہوں نے ٹرمپ کی بات دُہراتے ہوئے کہا کہ 'افغانستان میں امریکی فوجیوں کی ہلاکت امریکی مفادات سے متصادم عمل ہے، جس کو روکنا ہو گا۔' ٹرمپ کے مشیر اور پینٹاگون کے ترجمان کے اظہارِ خیال سے واضح ہوتا ہے کہ گزشتہ ۴۸ گھنٹوں کے دوران ۴۰ امریکی فوجیوں کی ہلاکت پر وائٹ ہاؤس اور پینٹاگون نے گہری تشویش کا اظہار کیا ہے۔ وہ اس بات پر غور کر رہے ہیں کہ ہر قیمت پر افغانستان میں امریکی فوجیوں کی مزید ہلاکت کا راستہ روکنا چاہیے۔ اسی وجہ سے ٹرمپ نے مزید امریکی فوجیوں کو افغانستان بھیجنے کی پالیسی سے اختلاف کیا اور پینٹاگون کے جرنیلوں پر برس پڑے تھے۔

دفاعی امور کے ماہرین کا کہنا ہے کہ اگر مزید اس طرح کے خون ریز واقعات رونما ہوئے، جس طرح گزشتہ تین دن کے دوران متعدد امریکی فوجیوں کی ہلاک اور زخمی ہونے کی صورت میں سامنے آئے ہیں تو ٹرمپ ضرور اس بات پر غور کریں گے کہ امریکی فوجیوں کو افغانستان سے نکالا جائے۔ کیوں کہ ٹرمپ نے امریکی جرنیلوں سے استفسار کیا تھا کہ ۱۷ برس بعد بھی ہمارا مشن افغانستان میں کامیابی سے ہمکنار کیوں نہیں ہوا؟ آخر ہم کب تک یہ لاحاصل جنگ جاری رکھیں گے؟ اتنی خطیر رقم سے تو امریکا دوبارہ تعمیر ہو سکتا تھا۔

بہرحال امریکا افغانستان میں گزشتہ ۱۷ برس سے جس جنگ میں مصروف ہے، یہ امریکا کی طویل جنگ ہے، جس میں ہزاروں امریکی فوجی ہلاک اور ٹریلین ارب ڈالر خرچ ہو چکے ہیں۔ اس جنگ کا اب تک کا نتیجہ یہ ہے کہ افغانستان میں امن قائم ہوا، معیشت مستحکم ہوئی اور نہ ہی مضبوط اور کرپشن سے پاک حکومت معرضِ وجود میں آئی ہے۔ افغانستان کے نصف سے زائد رقبے پر امارت اسلامیہ کا قبضہ ہے۔ سرکاری فورسز امریکی فضائیہ کی مدد کے باوجود پسپا ہو رہی ہے۔ ٹرمپ کی نئی پالیسی کے اعلان کے بعد بھی مجاہدین مسلسل پیش رفت کر رہے ہیں۔ گزشتہ ۱۷ برس کی طرح یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔ بہتر یہ ہے کہ ٹرمپ اور امریکی حکام ہوش کے ناخن لیں اور فوری طور پر افغانستان سے اپنی فوج کے مکمل انخلا کا اعلان کریں، تاکہ وہ امریکیوں کی مزید ہلاکتوں اور اربوں ڈالر کے نقصان سے بچ جائیں۔ بصورت دیگر انہیں یہ خسارہ جنگ کے اختتام تک اٹھاتے رہنا ہو گا۔ آخر کار نتیجہ یہی نکلے گا کہ انگریز سامراج کو سوویت یونین کی طرح رسوا کن انخلا کا سامنا کرنا پڑے گا۔

ان شاء اللہ تعالیٰ

ٹرمپ کی جنگی پالیسی کا ’بی باون‘

احمد مختار

ٹرمپ کی افغانستان کے لیے نئی اسٹریٹیجک پالیسی کے اعلان کے بعد افغانستان میں ہوائی بمباری میں بھی اضافہ دیکھنے میں آرہا ہے۔ ان حملوں کا سلسلہ قندوز، ہلمند، اروزگان، ننگرہار، پروان، لوگر اور غزنی تک پھیلایا گیا ہے۔ مذکورہ حملوں میں افغانستان کے مظلوم مسلمانوں کو کافی جانی ومالی نقصانات اٹھانا پڑے ہیں۔ پروان میں ایک شادی کی تقریب میں بمباری کی گئی، جس میں کثیر تعداد میں اہل علاقہ موجود تھے۔ اس بمباری سے کم از کم ۱۸۰ افراد لقمہ اجل بن گئے۔ اس کے بعد اہل علاقہ نے امریکا کی اس وحشیانہ بمباری کے خلاف مظاہرے کیے اور مظاہروں میں امارت اسلامیہ کے پرچم اٹھائے رکھے۔ امریکا اور اس کی کاسہ لیس داخلی فوج ان حملوں کو ٹرمپ کی اسٹریٹیجک پالیسیوں کی کامیابی سے تعبیر کر رہی ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ افغانستان کے مظلوم مسلمانوں پر اسی طرح وحشیانہ اور اندھادھند بمباریاں جاری رکھی جائیں۔ اس حوالے سے ۴ ستمبر کے روزنامہ واشنگٹن پوسٹ نے ایک رپورٹ شائع کی کہ امریکا کی خواہش ہے کہ سمندری راستوں کے ساتھ ساتھ فضائی راستوں سے بھی B۵۲ طیاروں سے بھی حملے کیے جائیں۔ اخبار کے مطابق یہ طیارے نئی پالیسی کے تحت روانہ کیے جائیں گے۔ واشنگٹن پوسٹ نے افغانستان میں موجود امریکی فوج کے حوالے سے لکھا ہے کہ افغانستان کے لیے ایف۶، ایف ۱۶ اور B۵۲ طیارے بھیج دیے گیے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ امریکا کی بری اور بحری فوج کے سو اہل کار افغانستان میں جگہ جگہ تعینات کیے جائیں گے۔

عسکری ماہرین کے مطابق مذکورہ طیارے مجاہدین کے بجائے عوام کو ہی نشانہ بناتے رہیں گے۔ کیوں کہ امریکی غاصبین اور ان کے داخلی مجاہدین کے کامیاب حملوں کے سامنے نہیں ٹک سکتے۔ ایف ۶، ایف ۱۶ اور بی باون طیارے صرف ان اہداف کو نشانہ بناسکتے ہیں، جو پہلے سے ان کی نظر میں ہوں یا پہلے سے ٹارگٹ بنائے گئے ہوں۔ افغانستان کے سابق فوجی جنرل عتیق اللہ امرخیل کا کہنا ہے کہ ’بی ۵۲ اور وہ سب طیارے، جو امریکا مجاہدین کے خلاف استعمال کرتا ہے، دراصل ملکی سطح پر ان چند گنے چنے بڑے اہداف کو ہی نشانہ بنانے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ امریکا ایسے طیاروں سے گوریلا جنگ میں کامیابی حاصل نہیں کرسکتا۔

یہی وجہ ان طیاروں کی آمد کے بعد افغانستان میں جہاں بھی بمباری ہوتی ہے، عام عوام ہی نشانہ بنتے ہیں۔ جب کہ قربانیاں بھی سب سے زیادہ عوام ہی دے رہے ہیں۔ جنرل عتیق اللہ امرخیل کا کہنا ہے کہ ٹرمپ کی پالیسی میں بی باون کی شمولیت سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ وہ یہ سب کچھ مجاہدین کو نہیں، بلکہ افغان عوام کو مارنے کے لیے کر رہے ہیں۔ کیوں کہ ان طیاروں سے گرائے گئے بم کئی گنا وزنی ہوتے ہیں۔ جس علاقے پر بھی بم گرائے جائیں، وہاں بڑے پیمانے پر تباہی پھیلاتے ہیں۔ جب کہ مجاہدین ان علاقوں میں ہرگز نہیں ہوتے۔ ان کے نہایت محفوظ ٹھکانوں کی وجہ سے یہ طیارے ان ٹھکانوں کو نشانہ نہیں بناسکتے۔

فوجی جنرل کا کہنا ہے کہ امریکا کی حالیہ بمباریاں فوجی لائحہ عمل کے تحت نہیں ہیں، بلکہ امریکی جاسوسوں کی غلط اطلاعات پر ہو رہی ہیں۔ جس کی وجہ سے زیادہ تر عوام ہی نشانہ بنتے ہیں۔ ان اندھادھند بمباریوں کی وجہ سے امریکا اور حکومت کے خلاف عوام کے ذہنوں پر منفی اثر مرتب ہو رہا ہے۔

امریکا جنگ ختم کرے

امید منصور

امریکا اپنی تاریخی شکست چھپانے اور افغان عوام سے انتقام لینے کے لیے نجی قاتل کمپنی 'بلیک واٹر' کے اجرتی قاتلوں کو افغانستان میں تعینات کرنے پر غور کر رہا ہے۔ عراق اور شام میں اس بدنام زمانہ تنظیم کے کارندوں کی شرم ناک تاریخ پوری دنیا کے سامنے ہے۔ بلیک واٹر نے عراق میں جنگ کے دوران بڑی تعداد میں بے گناہ لوگوں کو نشانہ بنایا ہے۔ ایک ایک اہل کار نے سیکڑوں عراقی شہریوں کو شہید کیا ہے۔ معروف امریکی میگزین نیشنل انٹرسٹ نے بھی اس حوالے سے ایک رپورٹ میں لکھا ہے کہ 'امریکی انتظامیہ اس بات پر غور کر رہی ہے کہ افغانستان میں بلیک واٹر کے پرائیوٹ اہل کاروں کو تعینات کیا جائے، لیکن اس کے اقدام کے منفی اثرات مرتب ہوں گے۔ کیوں کہ بلیک واٹر کے اہل کار نہایت بد اخلاق، بدکردار اور سنگ دل ہیں، جو ظلم اور سربریت میں شہرت اختیار کر چکے ہیں۔'

میگزین کے مطابق اس سے قبل نجی امریکی کمپنی کے اہل کاروں کو عراق میں تعینات کیا گیا تھا۔ سروے رپورٹس کے مطابق ان اہل کاروں نے وہاں سنگین انسانی جرائم کا ارتکاب کیا تھا۔ ان کے جرائم سے عراقی عوام تنگ آ گئے تھے۔ ان کے ہر ایک اہل کار نے سیکڑوں شہریوں کو موت کے گھاٹ اتارا تھا۔ اس کے باوجود ان پر کوئی مقدمہ درج ہوا اور نہ ہی کسی اہل کار کو سزا ملی۔ بین الاقوامی سیاسی مبصرین کا بھی کہنا ہے کہ افغان جنگ کو نجی کمپنیوں کے سپرد کرنا سنگین غلطی ہوگی، جس کے بہت خطرناک نتائج سامنے آسکتے ہیں۔ عراقی تاریخ لوگوں کو اچھی طرح یاد ہے۔ اس اقدام سے اتحادی افواج کے خلاف موجود نفرتوں میں مزید اضافہ ہو گا۔ کیوں کہ یہ اہل کار افغان روایات اور ثقافت سے بھی ناواقف ہیں۔ ان کے غیر قانونی اقدامات کسی کے لیے بھی قابل قبول نہیں ہیں۔

افغان عوام عراق میں بلیک واٹر کے اجرتی قاتلوں کے مظالم پر پہلے ہی سے برہم ہیں، جب کہ افغانستان میں ان کی تعیناتی سے یہاں ایک نیا بحران پیدا ہو سکتا ہے۔ ان کے غیر قانونی اور بلاجواز اقدامات سے لوگوں کو سنگین مسائل اور چیلنجز کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جو کمپنیاں کرائے پر اہل کاروں کی خدمات پیش کرتی ہیں، وہ قوانین اور قواعد و ضوابط کی پاس داری بھی نہیں کرتی ہیں۔ ان کمپنیوں کو جو احکامات ملتے ہیں، وہی انجام دیے جاتے ہیں۔ چاہے وہ قانونی ہوں یا غیر قانونی! امریکا کی لغت میں قانون نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ وہ اپنے مفادات کے لیے تمام غیر قانونی اقدامات کو قانونی جواز فراہم کرتا ہے۔ اس لیے یہ خدشات درست ہیں کہ بلیک واٹر کے قاتلوں کو تعینات کرنے سے یہاں شہریوں پر تشدد اور قتل عام کا ایک نیا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔

بدنام زمانہ بلیک واٹر کے سربراہ نے کئی بار امریکا سے مطالبہ کیا ہے کہ افغان جنگ ان کی کمپنی کے سپرد کر دی جائے۔ مبصرین کا خیال ہے کہ امریکا نے یہ غلطی کی تو یہ جنگ مزید پیچیدہ شکل اختیار کر لے گی، لیکن امریکی انتظامیہ اپنی شکست پھر بھی کامیابی میں تبدیل نہیں کر سکتی اور نہ ہی اس جنگ سے اس کو نجات دلا سکتی ہے۔ لہذا بہتر ہے کہ امریکا جنگ کو طول دینے کے بجائے اس کے خاتمے کے لیے کوشش کرے۔ کیوں کہ امریکا سمیت دنیا بھر میں قیام امن کے لیے اس جنگ کا خاتمہ ضروری ہے۔

ٹرمپ کے جنگی نمائندوں پر راکٹ حملے

ابو عابد

نیٹو کے نئے نمائندے 'اسٹولٹن برگ' اور ٹرمپ کابینہ میں وزیر دفاع 'جیمز مٹیس' دونوں وہ شخصیات ہیں، جو افغانستان کی سرزمین اور یہاں کی آب وہوا سے کلیۂ نابلد ہیں۔ جب وہ اپنے عہدوں پر براجمان ہوئے تو شاید ان کا خیال تھا کہ افغانستان کا سفر بھی دیگر ممالک کی طرح ہوگا اور اس سفر سے بھی بھرپور سیاحتی لطف اٹھائیں گے۔ شاید وہ افغانستان کو مغرب کی نوآبادی کی نظر سے دیکھ رہے تھے۔ وہ شاید یہ سمجھ رہے تھے کہ افغانستان میں اُترنے کے بعد ان کے استقبال میں توپوں کی سلامی پیش کی جائے گی اور پھول برسائے جائیں گے، لیکن مغربی نمائندوں نے جیسے ہی افغانستان کی سرزمین پر قدم رکھے تو ان معلوم ہوا کہ معاملہ تو کچھ اَور ہی ہے۔

مجاہدین کابل ائیرپورٹ کے قریب ایک کمین گاہ میں روپوش تھے۔ جیسے ہی نیٹو سربراہ اور امریکی وزیر دفاع اترے تو ائیرپورٹ پر راکٹوں سے حملے شروع کر دیے گئے۔ نہ معلوم عمر رسیدہ وزیر دفاع نے کس حالت اور کس کیفیت میں حملوں سے بچنے کی تدبیر کی ہوگی۔ بتایا جاتا ہے کہ وزیر دفاع نے حملوں سے بچنے کے لیے خوب دوڑ دھوپ کی۔ وہ قلابازیاں لگاتے رہے اور زمین پر لیٹ کر کھسکتے رہے۔ میڈیا نے امریکی وزیر دفاع کی بھاگ دوڑ کو نشر کرنے کے بجائے واقعے پر پردہ ڈال کر اسے عوام کی نظروں چھپانے کی کوشش کی ہے۔ البتہ حملے کی شدت اتنی زیادہ تھی کہ میڈیا اسے نہ چھپاسکا، بلکہ خبر کچھ اس طریقے سے شائع کر دی کہ 'امریکی وزیر دفاع اور نیٹو کے نمائندے نے افغانستان میں قدم رکھتے ہی طالبان (مجاہدین) کی کمین گاہ کا سامنا کیا۔'

حملے سے متعلق وزیر داخلہ نے رسمی اعلامیے میں کہا کہ محض 'دو گولے ائیرپورٹ میں گرے تھے۔' لیکن وزارت داخلہ ہی کے ایک اور اہل کار نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر میڈیا کو بتایا کہ 'سچ یہ ہے بیس سے زیادہ گولے ائیرپورٹ میں گرے ہیں، جن کے نقصانات کے بارے میں کچھ کہنا قبل از وقت ہے۔' مجاہدین نے حملے کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے کہا کہ 'انہوں نے پینٹاگون کے نمائندوں کی ہلاکت کے لیے مکمل پلان تیار کیا تھا، لیکن شاید اُن کی زندگی کا کچھ وقت ابھی باقی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ بچ جانے میں کامیاب ہوگئے۔'

ٹرمپ کی جنگی مہم پر آئے ان نمائندوں کی حفاظت کے لیے بھاری بھرکم انتظامات کیے گئے تھے۔ ان کی آمد کی تاریخ بھی صیغہ راز میں رکھی گئی تھی۔ پھر بھی مجاہدین نے نہایت کامیاب حکمت عملی کے ساتھ ان پر حملہ کر کے ثابت کر دیا کہ مجاہدین کی طاقت و قوت کے جو تخمینے ٹرمپ انتظامیہ لگا رہی ہے، مجاہدین ان سے کہیں زیادہ طاقت ور ہیں۔ مبصرین کا کہنا ہے کہ جیمز میٹس پر حملے کے بعد صدر ٹرمپ مجبور ہوگئے ہیں کہ افغانستان کے حوالے سے محض خیال آرائیوں پر اعتماد کے بجائے حقائق تسلیم کرنے پر توجہ دی جائے۔ حقائق یہ ہیں کہ یہاں صورت حال وہ نہیں ہے، جو امریکی انتظامیہ کے ذہن وفکر میں ہے۔ یہاں امریکی جارحیت کے خلاف مزاحمت کی تحریک افغانستان کے چپے چپے میں پھیلی ہوئی ہے۔ ہر افغانی اس جارحیت کے خلاف ننگی تلوار ہے۔ یہاں امریکی نمائندے محفوظ ہیں اور نہ ہی سب سے زیادہ محفوظ سمجھے جانے والے ائیرپورٹس قابل بھروسا ہیں۔ افغانستان کی ہر جگہ نہایت خطرناک سمجھی جاتی ہے۔ لہذا اس صورت حال میں بیرونی فوج کو طویل المیعاد موجودگی کے ارادے سے باز رہنا چاہیے۔ وہ جلد از جلد بوریا بستر گول کر کے یہاں سے چلی جائے۔

امریکا ناکام رہے گا

عابد مجاہد

ٹرمپ کی نئی اسٹریٹیجک پالیسی کے اعلان کے ساتھ ہی امریکی و دیگر بیرونی افواج نے افغانستان میں وحشت ناک بمباری کا نیا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ ایسی وحشت و سربریت کا واضح مقصد یہ ہے کہ افغانوں کو آزادی کی تحریک سے دست بردار کیا جائے۔ اس سے پہلے بھی بھرپور قوت و طاقت صرف کی گئی ہے۔ حالانکہ انہیں یہ بھی علم ہے کہ اس سے دوگنا طاقت خرچ کرنے پر بھی افغانستان کے مظلوم عوام کو زیر نہیں کیا جاسکتا۔ امریکا ہر ممکن طاقت استعمال کرنے کے بعد ناکامی کے باوجود اپنے طرزِ عمل میں تبدیلی لانے کو تیار نہیں ہے۔

حال ہی میں ہلمند، قندوز، بغلان، ہرات، پکتیا اور لوگر میں امریکا اور اس کے داخلی کاسہ لیسوں نے ایسی شدید بمباری کی، جس میں کئی بے گناہ مسلمان شہید ہو گئے۔ امریکا ایسی بمباری سے عوام کو مجاہدین کے خلاف کھڑا کرنا چاہتا ہے، لیکن مجاہدین کے ساتھ عوام کا تعلق مادی بنیادوں پر نہیں ہے۔ وہ تو کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی بنیاد پر ہے۔ اس تعلق کو توڑنے میں امریکا اور نیٹو کے پیش رَو سویت یونین نے بھی ایڑی چوٹی کا زور لگایا تھا، لیکن وہ ناکام رہا۔ اسی طرح امریکا کو بھی منہ کی کھانا پڑے گی۔

دشمن کی امیدوں کے برعکس کہ عوام مجاہدین سے بدظن ہونے کے بجائے مزید ان کے قریب ہو رہے ہیں۔ یہی نہیں، بلکہ عوام کے دلوں میں جارح قوتوں کے خلاف نفرت کی آگ بھی جل رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غاصبین کے خلاف ان کے شکوک یقین میں تبدیل ہو رہے ہیں اور یوں امریکا کے منفی پروپیگنڈے بے اثر ہو کر رہ گئے ہیں۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ غاصبین کے خلاف نفرتیں جنم لے رہی ہیں۔ جن لوگوں کے گھر اور عزیز رشتے دار امریکی بمباری کا نشانہ بنے ہیں، وہ پھر بھی مایوس نہیں ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ جب وہ اپنے گھر میں محفوظ نہیں ہیں تو کیوں نہ میدانِ کارزار میں غاصب قوتوں کے خلاف لڑ کر شہید ہو جائیں۔

اگر افغانستان میں فوجی تعداد بڑھانا اور مظلوم عوام کا قتل عام دانش مندی ہے تو یہ سلسلہ پچھلے سترہ سالوں سے جاری ہے، جس کا نتیجہ ناکامی ہے۔ افغانستان میں فوجی اضافے سمیت منظم منصوبوں کی ناکام پالیسی کی بنیادی وجہ امریکا کی ناجائز موجودگی ہے۔ اور یہاں کے عوام پر ان کا بے رحمانہ تشدد ہے۔ نئی پالیسی میں اس بنیادی غلطی کے احساس کے ساتھ ساتھ دوبارہ بھی عوام پر وحشیانہ تشدد اور بمباریوں کا سلسلہ ہے، جس کا نتیجہ حسب سابق ہوگا اور بالآخر غیر ملکی افواج نکل کر ہی رہیں گی۔

امریکی فوج نے افغان عوام کے ساتھ ظلم و درندگی کا معاملہ کر کے اپنی مستقبل کی پالیسیوں پر ناکامی کی مہر لگوالی ہے۔ اگر وہ عقل و ہوش سے کام لے کر نئی پالیسی واقعات و حقائق کو دیکھتے ہوئے بنالیتا تو یہی اُس کے لیے سب سے بہتر راہِ عمل تھا۔ جب کہ امارت اسلامیہ نے امریکا کے نام اپنے ایک کھلے خط میں بھی تھا:

"گزشتہ تجربات یہی بتا رہے ہیں کہ افغانستان میں مزید فوج بھیجنا امریکا کے لیے اقتصادی و معاشی ابتری کے سوا کوئی اچھی خبر نہیں لائے گا۔ لہٰذا مزید فوج بھیجنے کے بجائے بہتر یہی ہوگا کہ موجود فوج کو بھی نکالنے کی پالیسی اپنائی جائے۔ یہ پالیسی جہاں امریکی حکام کے شبہات کا ازالہ کر دے گی، وہیں میراث میں ملی اس جنگ سے بھی جان چھوٹ جائے گی۔

امریکی پروپیگنڈا ناکام رہے گا

عابد خان

افغانستان پر امریکی جارحیت کے ساتھ ہی اس خطے میں ایسی تبدیلی آئی ہے، جس کا تصور بھی ہم نہیں کر سکتے تھے۔ کوئی بھی واقعہ ایک طرح کا ہوتا تھا، لیکن ذرائع ابلاغ اسے بالکل برعکس شایع کرتے تھے۔ بعد ازاں لوگ اس الٹ پھیر کے عادی ہوگئے۔ پھر لوگوں کا میڈیا پر پہلے جیسا اعتماد نہیں رہا۔ البتہ یہ حیرت ناک ہے کہ عوامی طبقہ مجاہدین کو شدت پسند کہا کرتا ہے، لیکن وہ انہی کی اطلاعات پر یقین کر لیتے ہیں۔ اب جب کہ امریکی اور اتحادی فوج کو افغانستان میں عظیم شکست کا سامنا ہے اور عسکری میدان میں ان کو سبکی محسوس ہو رہی ہے تو ایک بار پھر میڈیا پر پروپیگنڈے کا آغاز ہو چکا ہے۔ ایسے میں ان کی پوری کوشش ہے کہ اس بدترین شرمندگی سے بچا جا سکے۔ اس اعصابی جنگ میں مجاہدین کے خلاف پوری یورپی دنیا غاصب امریکا کی پشت پر کھڑی ہے۔ افغانستان پر امریکا، نیٹو اور اقوام متحدہ نے ملی بھگت سے دو عشروں سے غاصبانہ قبضہ جما رکھا ہے، لیکن اس طویل دورانیے میں ان کو وہ آرام نصیب نہیں ہو سکا ہے، جس کی تلاش میں وہ مارے مارے پھر رہے ہیں۔

امریکا بالآخر اس حقیقت کے اعتراف پر مجبور ہے کہ وہ افغانستان میں بدترین شکست سے دوچار ہے۔ امریکا دنیا کی توجہ اپنی شکست سے ہٹانے کے لیے مختلف افواہیں اور پروپیگنڈے تیار کر کے میڈیا پر نشر کرتا رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نئی اسٹریٹیجک پالیسی بنانے پر طویل عرصہ خرچ ہو گیا ہے۔ اس نئی حکمتِ عملی کے حوالے سے لوگ سوچ رہے تھے کہ انسانی حقوق کے علم برداروں کی انسان دوستی کے مظاہر سامنے آئیں گے، لیکن دنیا کی توقعات پوری نہیں ہو سکی۔

امریکا نے اپنی انسانیت دشمنی کی روش ترک نہیں کی ہے۔ وہ پوری دنیا کو جنگ کی آگ میں دھکیلنے کی تگ و دو کر رہا ہے۔ اس کام کے لیے امریکا نے دنیا بھر کے محکوم ممالک کے میڈیا اداروں میں نئی سرمایہ کاری کرتے ہوئے جھوٹ کی ایک نئی دنیا تعمیر کرنا شروع کر رکھی ہے۔ اب یہ میڈیا پوری قوت کے ساتھ افغانستان کے مظلوم مسلمانوں کے خلاف موچہ لگائے ہوئے پروپیگنڈے کی بمباری کر رہا ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ سرد جنگ کتنی ہی تیز ہو، وہ میدان میں لڑی جانے والی اسلحے کی جنگ کے برابر نہیں پہنچ سکتی۔ کیوں کہ میدان میں لڑی جانے والی جنگ اپنے اہداف اور نصب العین تک رسائی کی عملی کوشش ہے، جس میں پوری قوت اور توانائی صرف کی جاتی ہے۔ جب کہ سرد جنگ اپنی پوری اثرپذیری کے باوجود بھی ایک فکری معرکہ ہی ہے، جس کی کامیابی میدان میں لڑی جانے والی جنگ کے مرہون منت ہوتی ہے۔ اب جب کہ عسکری میدان میں جب امریکا اپنی پوری قوت و طاقت کے باوجود شکست کھا گیا ہے تو یہ جیسے مرضی پروپیگنڈے کر لے، مجاہدین کے مقابلے میں یہ جنگ کبھی بھی میڈیا کے میدان کے ذریعے نہیں جیت سکے گا۔ ان شاء اللہ

ٹرمپ کی نئی پالیسی بھی ناکام رہی

معین احمد خروٹی

امریکی صدر کی طرف سے افغانستان میں جنگ اور ناجائز قبضے کو دوام بخشنے کے لیے بیان کی گئی حکمت عملی کو فروغ دینے کے لیے افغانستان میں ان کے حواریوں نے بڑے پیمانے پر پروپیگنڈا شروع کیا ہے۔ کٹھ پتلیوں نے یہ حکمت عملی امریکا کو درپیش تمام مسائل کا واحد حل قرار دیا۔ انہوں نے یقینی انداز میں کہا کہ اس حکمت عملی کے بعد افغانستان میں امریکی اور اتحادی فوج کے خلاف مزاحمت ختم ہو کر پورے ملک پر ان کا کنٹرول مضبوط ہو جائے گا۔ تاہم یہ بات ثابت ہے کہ جس طرح ابتداء سے افغانستان کو محکوم بنانے کے لیے جاری مزاحمت کو کچلنے کے لیے ہر قسم کی وحشت اور سربریت کا تجربہ کیا گیا ہے، اس کے باوجود تمام امریکی منصوبے ناکام ثابت ہوئے ہیں۔ جب کہ امارت اسلامیہ کی قیادت میں مجاہدن کی مزاحمت میں مسلسل تیزی آ رہی ہے۔ لہذا امریکا کی نئی جنگی حکمت عملی بھی شکست اور ناکامی سے دوچار ہو جائے گی۔ افغان عوام کی مزاحمت پر کوئی منفی اثر نہیں پڑے گا۔

جس جنگ میں سوائے ٹریلین ڈالر کے اخراجات اور ہزاروں امریکی فوجیوں کی ہلاکت کے کچھ بھی حاصل نہ ہو تو اس میں کیسی کامیابی تلاش کی جاسکتی ہے؟ اسی لیے تو ٹرمپ وائٹ ہاؤس میں خود کو محفوظ نہیں سمجھتے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ افغان عوام نے تاریخ میں کبھی بھی حملہ آوروں کے سامنے سر نہیں جھکایا ہے۔ اگر امریکی یلغار کا شروع دن سے جائزہ لیا جائے تو گزشتہ ۱۶ برسوں کے دوران امریکا نے افغانستان میں پھول نہیں برسائے۔ اس جنگ کے آغاز سے آج تک امریکا افغان عوام پر ہر قسم کا تشدد، سربریت اور ظلم کر رہا ہے۔ گزشتہ ۱۶ سالوں میں اس نے افغان عوام کے خلاف ہر قسم کے ہتھیاروں کا استعمال اور تجربہ کیا ہے۔ قاتل بش نے جس ناجائز جنگ کا آغاز کیا تھا، وہ ابھی تک شدت کے ساتھ جاری ہے۔

مظلوم شہریوں، خواتین اور معصوم بچوں کو شہید کیا گیا ہے۔ کتوں کے ذریعے ان پر حملے کیے گئے ہیں۔ شہداء کی لاشوں کو جلایا گیا ہے۔ جنازوں کی توہین کی گئی ہے۔ بگرام، گوانتاناموا اور دیگر بدنام زمانہ جیلوں میں قیدیوں پر ہر قسم کے انسانیت سوز مظالم ڈھائے گئے ہیں۔ پورے کے پورے گاؤں تباہ کر دیے گئے ہیں۔ ہسپتالوں، مساجد، اسکولوں اور غمی وخوشی کی تقریبات کو نشانہ بنایا گیا ہے۔ امریکی فوج کی وحشت اور سربریت نے افغان عوام کے دلوں میں انتقام کا جذبہ اور مزاحمت تیز کرنے کا حوصلہ مزید بڑھادیا ہے۔ وہ سرنڈر ہونے اور مزاحمت ترک کرنے کے بجائے مزاحمت میں مزید تیزی لاچکے ہیں۔ ٹرمپ کی نئی حکمت عملی کے تحت امریکی فوج کی وحشیانہ بمباریوں اور مظالم کی نئی داستان افغان عوام کے جہاد کو ختم نہیں کر سکتیں۔ ٹرمپ کی نئی حکمت عملی جہاد اور عوامی مزاحمت کو مزید مؤثر بنائے گی۔

بگرام ائیر بیس کے مین گیٹ پر امریکی فوجیوں پر کامیاب فدائی حملہ، قندھار میں جانثار مجاہد کے فدائی حملے میں متعدد امریکی فوجیوں کی ہلاکت اور افغانستان کے مختلف حصوں میں کٹھ پتلی فورسز کے اہل کاروں کا مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈالنا اور مجاہدین کی مسلسل فتوحات اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ ٹرمپ کی نئی جنگی حکمت عملی بھی ناکام ثابت ہوئی ہے۔ وقت مزید ثابت کرے گا کہ مجاہدین ٹرمپ کی حکمت عملی کا جوان مردی سے مقابلہ کریں کر رہے ہیں۔ ہمیں اس بات پر یقین ہیں کہ اس تاریخی معرکے میں فتح مجاہدین کی ہوگی۔ باطل مٹ جائے گا۔ حق غالب رہے گا۔ جب کہ حق غالب رہنے کے لیے ہی آیا ہے۔

امریکی حملے کے منفی اثرات

حبیب مجاہد

پندرہ سال پہلے امریکا نے افغانستان میں اس نعرے کی بنیاد پر حملہ کیا تھا کہ یہاں ایک پُرامن اور شفاف نظام قائم کریں گے۔ افغانستان کی تعمیرِ نو، ترقی اور جامع خوش حالی کے لیے جدوجہد کریں گے۔ امریکا نے ان نعروں اور وعدوں پر اتنا زور دیا تھا کہ اپنی قابض فوج کو 'امن فوج' کا لقب دیا اور افغان صوبوں میں قائم فوجی اڈوں کو صوبائی تعمیرِ نو کی ٹیموں کا نام دیا۔

گزشتہ ۱۵ سالوں کے دوران اس بات کی تصدیق ہوئی ہے کہ امریکا کے دعوے محض دعوے ہی تھے۔ اس نے تمام دعوے عوام کو ورغلانے کے لیے کیے تھے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ افغانستان میں امن قائم ہوا، ترقی کا نیا دور شروع ہوا اور نہ ہی بدعنوانی سے پاک نظام قائم کیا گیا ہے۔ چند مغربی اداروں کی جانب سے شائع کردہ اعداد و شمار کی روشنی میں صورت حال کا جائزہ لیجیے کہ امریکی قبضے کے نتیجے میں افغانستان نے کون سا بین الاقوامی ریکارڈ قائم ہوا ہے؟

یونیسکو: افغانستان اب بھی دنیا کی سطح پر دوسرا ملک ہے، جس میں خواندگی کی شرح بہت کم ہے۔

ورلڈ بینک: افغانستان سرمایہ کاری کے لیے سب سے زیادہ غیر محفوظ اور بدترین ایشیائی ملک ہے۔

شفافیت انٹرنیشنل آرگنائزیشن: کابل حکومت کرپشن کے لحاظ سے دنیا کی سطح پر ماضی میں پہلے نمبر پر اور اب دوسرے نمبر پر ہے۔

میپل کرافٹ ریسرچ فاؤنڈیشن: افغانستان عدمِ استحکام کے لحاظ سے دنیا میں تیسرے نمبر پر ہے۔

اقوام متحدہ: افیون کی پیداوار دنیا میں سب سے زیادہ افغانستان میں ہوتی ہے، جب کہ طالبان (امارت اسلامیہ) کے دورِ حکومت میں ان کے زیرِ کنٹرول علاقوں میں افیون کی پیداوار کی شرح صفر تھی۔

امن فاؤنڈیشن: کابل حکومت بین الاقوامی سطح پر سب سے زیادہ ناکام اور ساتویں نمبر پر نااہل حکومت ہے۔

خبر نگاروں کی حامی تنظیم: اگرچہ کابل حکومت اظہارِ رائے کی آزادی کے احترام کا دعویٰ کرتی ہے، لیکن حقیقت میں یہ ملک صحافیوں کے لیے سب سے زیادہ خطرناک ہے۔

پژواک نیوز ایجنسی: موجودہ دورِ حکومت میں بدعنوانی اور کرپشن میں اتنا اضافہ ہوا ہے کہ ایک اندازے کے مطابق چار ارب ڈالر کی کرپشن ہوتی ہے۔

یک ٹیلی ویژن: کابل میں بااثر اور طاقت ور لوگوں کی جانب سے سرکاری اراضی پر قبضے کا سلسلہ جاری ہے۔ اب تمام سرکاری اراضی پر قبضہ ہو چکا ہے۔

انٹرنیشنل اقتصادی فاؤنڈیشن WEF: افغانستان خواتین کے حقوق کے حوالے سے دنیا میں ایک بدترین ملک ہے، جب کہ حملہ آوروں اور ان کے حامیوں کی جانب سے ہمیشہ خواتین کے حقوق کی حفاظت اور دفاع کے دعوے کیے جاتے ہیں۔

اینٹی میڈیا: افغانستان ان ممالک میں سے ایک ہے، جس کے حکمرانوں کی عدم توجہ کے باعث بہت سے بچے منشیات کے عادی ہو چکے ہیں اور یہ ملک کے مستقبل کے لیے خطرناک ہے۔

ادارہ برائے تحفظ اطفال: افغانستان اور صومالیہ زچہ و بچہ کیسز کے حوالے سے نامناسب ممالک ہیں۔

BBC: شام کے بعد دنیا میں زیادہ نقل مکانی کرنے والے ممالک میں دوسرا ملک افغانستان ہے۔

محکمہ صحت: افغانستان میں تین ملین لوگ منشیات کے عادی ہیں، جو مجموعی طور پر ملک کی آبادی کا گیارہ فیصد ہیں۔

طلوع نیوز: افغانستان دیگر ممالک سے ایک ارب ڈالر قرضہ لے چکا ہے، جب کہ طالبان (امارت اسلامیہ) کے دورِ حکومت میں افغانستان کسی بھی ملک کا قرض دار نہیں تھا۔

وائس آف افغان: افغانستان کے بیس ملین لوگ اب بھی غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں۔ یہ بیس ملین افغانستان کی آبادی کا ۷۵ فیصد ہیں۔

وزارت صحت: ملک کے ساٹھ فیصد لوگ ڈپریشن کی بیماری میں مبتلا ہیں، جن میں اکثر خواتین ہیں۔

مذکورہ اعداد و شمار صرف ایک مثال ہیں، جو مختلف اوقات میں مغرب نواز اداروں کی جانب سے شائع ہوئی ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ امریکا اور اس کے حواریوں نے افغانستان کی ترقی کے لیے نہیں، بلکہ اس ملک کی بربادی کے لیے یہاں قبضہ جمایا ہوا ہے۔ اسی وجہ سے افغانستان کا اتنا برا حال ہو چکا ہے۔ اگر محبِ وطن لوگ اپنے ملک کے تحفظ کے لیے حملہ آوروں کے خلاف اٹھ کھڑے نہ ہوئے تو ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ امریکا اور اس کے اتحادی اس ملک اور عوام کو مکمل تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کریں گے۔ تب صورت حال کو کنٹرول کرنا بہت مشکل ہو گا۔

مقدسات کی توہین

شاہد غزنیوال

امریکی طیاروں نے کابل کے ضلع قرہ باغ میں شادی کی تقریب پر بمباری کے بعد پروان کے ضلع بگرام میں طیاروں کے ذریعے ایسے پمفلٹ گرائے، جن میں مسلمانوں کے مقدس کلمے کی توہین کی گئی تھی۔ ان صفحات میں غیر معیاری پشتو زبان کے چند غلط سلط جملے لکھے گئے تھے۔ جس میں کتے اور شیر کا خاکہ تھا۔ کتے کی تصویر پر توحید کا مبارک کلمہ لکھا ہوا دکھایا گیا تھا۔ اگرچہ جارحیت پسند امریکا نے اپنی جارحیت کے آغاز سے اب تک دیگر جرائم کے علاوہ اسلامی مقدسات کی بے احترامی بھی بہت کی ہے اور اس طرح روحانی طور پر مسلمانوں کے احساسات اور جذبات کا خون کیا ہے، مگر جو توہین اس پمفلٹ میں کی گئی ہے، بلاشک وشبہ انتہائی شرم ناک اور دردناک ہے۔

امریکا کا یہ وحشیانہ اور تمام اخلاقی معیارات کے منافی اقدام امارت اسلامیہ کے خلاف نہیں، بلکہ تمام عالم اسلام، خصوصا افغان مسلمانوں کے عقیدے کے خلاف وحشیانہ جارحیت ہے۔ مسلمان اس کلمہ کو اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک سمجھتے ہیں۔ وہ زندگی کے ہر مرحلے میں اس کلمہ مبارک کا ورد زبان پر جاری رکھتے ہیں۔ چوں کہ امریکا مجاہدین کے خلاف عملی طور پر مقابلے کے میدان میں ہے اور چاہتا ہے کہ اپنی نئی جنگی اسٹریٹیجی کو عملاً نافذ کرنے کے لیے ایسا پروپیگنڈا کرے، جس سے افغان عوام مجاہدین کی حمایت سے دست بردار ہو جائیں۔ وہ لوگ ایسا کر سکتے تھے کہ اس پمفلٹ میں کلمہ طیبہ کی جگہ مجاہدین کا خاکہ بناتے، جس سے ان کا مقصد بھی صحیح طور پر لوگوں تک پہنچ جاتا، مگر امریکا نے شعوری طور پر اور جان بوجھ کر کلمہ طیبہ کی توہین کی ہے۔ کیوں کہ مجاہدین کی جگہ کلمہ توحید کی اہانت واضح طور پر دنیا بھر کے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے عقیدے کی توہین ہے، جس سے امریکا عالم اسلام کو دُکھ دینا چاہتا تھا۔

ممکن ہے امریکی جارحیت کے بے ضمیر افغان حمایتیوں کو اب یہ سمجھ لینا چاہیے کہ امریکا کا یہ ناقابل توجیہ اقدام افغانستان میں اس کی شکست اور اخلاق گراوٹ کے آخری مظاہر ہیں۔ یہ حمایتی جتنا بھی زور لگا کر امریکا کے اس اقدام کی توجیہ کرنا چاہیں یا امریکا کے مقابلے میں افغان عوام کی مزاحمت کو بے جواز کہیں، یہ حمایتی امریکا سے زیادہ بے وقوف، بے ضمیر اور افغان عوام پر ہونے والے تمام جرائم میں برابر کے شریک ہیں۔ ممکن ہے افغان عوام امریکی بمباری، عوامی قتل اور دیگر ہر طرح کی مشکلات کے مقابلے میں تحمل کا مظاہرہ کر لیں، مگر مقدسات کی توہین کے مقابلے میں وہ ہر طرح کے تحمل کو اسلام اور ایمان سے بغاوت سمجھتے ہیں۔ وہ ایسے کسی تحمل کے روادار نہیں ہیں۔

مخلوط کابل حکومت خود کو اسلامی افغانستان کا نمائندہ سمجھتی ہے۔ ملک کا آئین کہتا ہے کہ قانون کی تیسری شق صراحت کے ساتھ یوں حکم دیتی ہے:

'افغانستان میں کوئی بھی ایسا قانون نافذ نہیں ہو سکتا، جو دین اسلام اور اس آئین میں درج اقدار کے خلاف ہو۔'

اگر واقعۃً وہ آئین کو مانتے ہیں تو انہیں چاہیے کہ اس کی روشنی اپنے امریکی دوستوں کو سمجھائیں کہ افغان شہری اسلامی تعلیمات اور اپنے آئین کی رُو سے کبھی بھی مقدسات کی توہین کے مقابلے میں غیر جانب دار نہیں رہ سکیں گے۔ وہ ایسے ہر شرانگیز فرد کے خلاف میدان میں آئیں گے۔

امریکی جنرل نے یہ نہیں بتایا

بہادر جمیل

افغانستان میں امریکی فوج کے سربراہ جنرل جان نکلسن نے کہا ہے کہ امریکا کو ہر قیمت پر افغان جنگ جیتنا ہو گی۔ انہوں نے گزشتہ روز کابل میں ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امریکی مفادات کا تحفظ اسی جنگ سے وابستہ ہے۔ اس لیے امریکا افغان جنگ میں مصروف ہے۔ ان کا کہنا تھا اگر ہم یہ جنگ ہار گئے، جس طرح یہ ذہن بن چکا ہے تو امریکا کو تاریخی اور ناقابل تلافی نقصان ہو گا۔ جب کہ ممکن ہے کہ پھر یہ جنگ امریکا کے اندر تک پہنچ جائے۔

البتہ امریکی جنرل نے یہ نہیں بتایا کہ امریکا کس قیمت پر افغان جنگ جیت سکتا ہے؟ وہ کون سی پالیسی ہے، جس پر اب تک امریکا نے افغانستان میں عمل نہیں کیا ہے اور اس پر عمل پیرا ہونے سے امریکا کامیابی حاصل کر سکتا ہے؟ امریکا کی قیادت میں ۴۸ ممالک کی تمام جدید ہتھیاروں اور جدید ٹیکنالوجی سے لیس فوج نے افغانستان میں اپنی بھرپور قوت کے ساتھ چودہ برس کے دوران اپنا تمام زور آزمایا ہے، لیکن اس کا انجام وہی ہوا، جس کا اعتراف سابق امریکی صدر اوباما نے اپنے دور صدارت کے آخری ایام میں وائٹ ہاؤس میں ایک اہم تقریب کے دوران کیا تھا کہ ہم نے افغانستان میں امن قائم کیا اور نہ ہی اس جنگ کو منطقی انجام تک پہنچایا ہے، بلکہ طاقت کے بے دریغ استعمال کے باوجود ہم طالبان (مجاہدین) کو شکست نہیں دے سکے؟

ہم امریکی جنرل جان نکلسن سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ امریکی صدر ٹرمپ امریکی جرنیلوں پر کیوں غصہ ہو گئے اور کہنے لگے کہ 'ایک ناکام اور لاحاصل جنگ انہیں وراثت میں ملی ہے۔' یہی وجہ ہے کہ ٹرمپ پریشان اور حواس باختہ ہو گئے کہ کس طرح افغانستان کے حوالے سے نئی حکمت عملی کا اعلان کیا جائے۔ دوسری طرف جان نکلسن نے افغان جنگ میں تیزی لانے اور ٹرمپ کو کامیابی کا یقین دلانے کے لیے شہری ہلاکتوں میں مسلسل اضافہ کر دیا ہے۔ اور یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ نئی پالیسی کے بعد مجاہدین کے خلاف آپریشن تیز کر دیا گیا ہے، جس کی ایک مثال ننگرہار کے ضلع ہسکہ مینہ کے مضافات میں مظلوم و نہتے شہریوں پر ڈرون حملہ ہے، جس کے نتیجے میں درجنوں عام شہری شہید اور زخمی ہوئے تھے۔ اب امریکی جرنیل اس پالیسی پر گامزن ہیں کہ عام شہریوں کو نشانہ بنا کر امریکی مفادات کے تحفظ کو یقینی بنانے کے پیش نظر کامیابی کے دعوے کیے جائیں۔

ادھر امریکا کے کچھ سینئر سیاسی اہل کاروں کی یہ کوشش ہے کہ وہ افغان جنگ کے بارے میں ٹرمپ کی پالیسی پر اثرانداز ہو کر جنگ کی تمام ترذمہ داریاں افغان نیشنل آرمی کے سپرد کریں۔ انہیں جدید ہتھیاروں سے لیس کریں اور امریکی فوج ان کی صرف فضائی مدد کرے۔ امریکا نے افغان فوج کی تربیت اور اُسے مسلح کرنے میں اب تک ۷۶ ارب ڈالر کے خرچ کیے ہیں۔ ہزاروں ٹینک اور فوجی گاڑیاں فراہم کرنے کے علاوہ گزشتہ تین برس کے دوران مختلف قسم کے ۶ لاکھ ہتھیار بھی فراہم کیے ہیں۔ ۲۰۰۷ سے اب تک ۱۵۰ ہیلی کاپٹر اور طیارے دیے ہیں، لیکن اس کے باوجود مجاہدین محدود وسائل کے ساتھ ہر روز ایک دو اضلاع پر اپنا کنٹرول قائم کر رہے ہیں۔ وہ سرکاری فورسز سے بڑی مقدار میں اسلحہ، گولہ بارود اور مختلف اقسام کے ہتھیار ضبط کر رہے ہیں۔ دنیا نہیں سمجھ سکی کہ وہ کون سی حکمت عملی ہے، جس پر اب تک امریکا نے عمل نہیں کیا اور افغان فوج کو مسلح کرنے میں کوئی کسر چھوڑی ہے؟

امریکا اب تک افغان فوج کو حوصلہ دے سکا ہے اور نہ ہی دے سکتا ہے۔ اس لیے وہ تاریخی شکست سے دوچار ہے۔ اللہ کے فضل و کرم اور افغان عوام کی بھرپور حمایت اور تعاون سے مجاہدین کامیابی کی منزل کی طرف تیزی سے گامزن ہیں۔ ان شاء اللہ وہ دن دور نہیں، جب افغانستان ایک بار پھر آزاد اور خودمختار خطے کی حیثیت سے اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے پُرامن مرکز ثابت ہو گا۔

واقعہ ستمبر کے سولہ برس

شاہد غزنیوال

پورے سولہ برس قبل انہی دنوں ورلڈ ٹریڈ سینٹر کا واقعہ پیش آیا۔ امریکا نے اس واقعے کا بدلہ لینے کے بہانے افغانستان پر حملہ کر دیا۔ افغانستان کے مسلمان عوام کو ایک اسلامی نظام کی حاکمیت سے محروم کیا۔ حالیہ گیارہ ستمبر کا سولھواں برس امریکا پر اس طرح آیا ہے کہ وہ افغانستان میں مکمل شکست سے دوچار ہے۔ امریکا کے پاس مزید کوئی مضبوط وجہ نہیں، جس کی بنیاد پر وہ اس ناجائز جنگ کو طول دے سکے۔ جارحیت پسند امریکا نے ۱۶ سال پہلے افغان عوام اور مسلمانوں کے خلاف جس بہانے سے جنگ کا اعلان کیا تھا، اب اللہ کی نصرت اور افغان عوام کے برحق جہاد کی برکت سے وہ اپنی اہمیت کھو کر امریکا کو چاروں شانے چت کر چکا ہے۔ ظالم جنگجو اور امریکی و نیٹو فوج میدان جنگ میں گھٹنے ٹیک چکی ہے۔ اس صلیبی جنگ میں لاکھوں افغان شہریوں کا خون بہا ہے۔ جب کہ جارحیت پسند امریکا اور اس کے پروپیگنڈے سے متاثر اتحادی بھی تاریخی شکست سے دوچار ہیں۔

غیور افغانوں نے اپنے دین اور وطن کے دفاع کی اس مقدس جنگ میں جارحیت پسندوں پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ واقعہ ستمبر کے بہانے افغانستان پر تمہاری جارحیت کوئی قانونی اور اخلاقی توجیہ نہیں رکھتی۔ کیوں کہ ستمبر کے واقعے میں افغان ملوث تھے نہ آپ لوگ اس حوالے سے اب تک کوئی قابل ذکر منطقی دلیل پیش کر سکے ہیں۔ اس نامعقول بہانے سے افغانستان میں امریکا اور اس کے اتحادیوں کا عسکری وجود پورے خطے کے لیے غیر یقینی صورت حال کا باعث ہے۔ جس نے علاقائی ممالک کو سکیورٹی مسائل کا شکار کر دیا ہے۔ باوجود یہ کہ امریکی حکام نے اپنے ملک اور عوام کے تحفظ کے بہانے افغانستان پر جارحیت کے لیے بہت زیادہ عسکری اور اقتصادی مصارف کیے اور ہزاروں امریکی فوجی مجاہدین کے ہاتھوں مارے گئے، مگر اس کے باوجود بھی امریکی شہری پوری دنیا میں محفوظ نہیں ہیں۔ وہ ہر ملک اور ہر جگہ موت کے خطرے سے دوچار ہیں۔ ہر کوئی انہیں مارنا اپنا حق سمجھتا ہے۔ یہ اس لیے کہ امریکی حکومت نے تمام عالمی معیارات کو چیلنج کیا ہے اور اپنے منفی عزائم کے باعث پوری دنیا کو خطروں میں ڈال رکھا ہے۔

امریکی شہریوں پر واقعہ ستمبر کی سولہویں برسی ایسے حالات میں گزری ہے کہ ان کے نئے احمق صدر نے افغانستان کی جنگ جاری رکھنے کے لیے اپنی جنگی اسٹریٹیجی کا اعلان کیا ہے۔ بدقسمتی سے امریکی قیادت اور عوام نے ان واقعات سے کوئی عبرت نہیں پکڑی، جس کا سامنا وہ اپنی اس طویل اور ناکام جنگ میں کر چکے ہیں۔ امریکی جارحیت کے خلاف مجاہدین کی مزاحمت اور اس کی حقانیت کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ کسی بھی قسم کی مادی قوت کے بغیر دنیا کی سب سے بڑی عسکری قوت امریکا اور نیٹو کو ناکوں چنے چبوا دیے ہیں۔ روس کے خلاف افغان جہاد کی نسبت امریکا کے خلاف حالیہ جہادی لہر ایسے حالات میں سب کچھ بہائے لے جا رہی ہے کہ کل کے نام ور جہادی رہنما بھی آج صلیبی پرچم کے سائے میں جارحیت پسندوں کے ساتھ کھڑے اور اپنے عوام کے خلاف مورچہ زن ہیں۔ پوری دنیا میں کوئی بھی ایسی باقاعدہ قوت نہیں ہے، جو مجاہدین کی حمایت کرے، مگر اللہ کے فضل سے مجاہدین کا جہاد ماضی کی نسبت بہت منظم، متحد اور کامیاب ہے۔

یہ سب اس جہاد کی حقانیت اور جواز کا ثبوت ہے۔ اس کے پیچھے صرف اور صرف اللہ تعالی کی نصرت ہے، جو تمام تر فتوحات اور کامیابیوں کی جڑ ہے۔ ان شاء اللہ صلیبی جارحیت پسند اور ان کے حامی ناکام اور نامراد ہوں گے۔

ہم موت کے لیے تیار ہیں؟

محمد خالد

کبھی آپ نے سوچا ہے کہ کرکٹ دیکھنے پر آپ کے قیمتی اوقات کے ۹۰ منٹس ضایع ہو جاتے ہیں۔ دنیا کے دیگر مشاغل کے لیے اپنا قیمتی ترین وقت خرچ کر دیا جاتا ہے، مگر نماز کے لیے ایک سے ڈیڑھ گھنٹا نہیں دے سکتے۔ حالانکہ جب بھی نماز کی بات کی جائے تو لوگ کہتے ہیں کہ 'ہاں! ہمیں معلوم ہے کہ نماز آخرت کے لیے کتنی ضروری ہے' مگر اس کے باوجود وہ مسجد جانے کا نام نہیں لیتے۔

ہمیں ایک ذمہ دار مسلمان کی حیثیت سے زندگی کے چند حقائق سمجھنا ہوں گے۔ کبھی ہم نے سوچا ہے کہ وٹس ایپ پر ہمارے دوستوں کی تعداد تین سو سے بھی بڑھ کر ہے۔ اسی طرح فیس بک پر اپنے متعلقین کی تعداد پندرہ سو سے بھی زیادہ ہے؟ ہمارے موبائل میں سیکڑوں لوگوں کے نام اور نمبر محفوظ ہوتے ہیں۔ گھر آتے جاتے راستے میں کوئی پچاس سے زیادہ لوگوں کے ساتھ علیک سلیک ہو جاتی ہے، لیکن کیا یہ سب لوگ مشکل وقت میں بھی ہمارے ساتھ ہوتے ہیں؟ ہمارے جنازے میں صرف ہمارے اپنے ہی ہوں گے، جو ہمیں قبر میں اتارنے کے بعد ہم پر فاتحہ پڑھیں گے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ قبر میں صرف ہمیں ہی اتارا جائے گا، پھر کچھ ہی لمحوں میں ہمارے اپنے بھی واپس لوٹ جائیں گے اور ہم اکیلے ہی قبر میں رہ جائیں گے۔ اگرچہ یہ باتیں حیرت ناک اور تلخ ہیں، لیکن بہر حال یہ حقائق ہیں۔ اِن سے بہت سے لوگ غافل ہیں۔ جب کہ ان حقائق کو تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے۔

نماز کے علاوہ کوئی بھی چیز ہمارے لیے سود مند ثابت نہیں ہو سکتی۔ ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ بغیر شرعی عذر کے تین دن سے زیادہ قرآن کریم کی تلاوت نہ کرنا 'قرآن کا ترک' کرنا کہا جاتا ہے۔ کہیں ہم قرآن مجید ترک کرنے والوں کی فہرست میں تو شامل نہیں ہیں؟ ہمیں اپنی زندگی میں دینی احساس کو پیدا کرنے کی ضرورت کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ تاکہ ہم میں غفلت سے بیدار ہو جائیں۔ ہمارا دل مردہ ہونے سے بچ جائے۔ یہ نصیحت کی باتیں ہیں۔ یہ مؤمنین کو فائدہ دیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

'وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ' (سورۃ الذاریات / ۵۵)

اور یاد دلائیے! تحقیق یاد دلانا ایمان والے کے لیے فائدہ دیتا ہے۔

ہم ہر روز جنازوں کے اعلانات سنتے اور مرنے والوں کی خبریں وصول کرتے ہیں۔ بہت سے لوگ ہم سے بچھڑ گئے ہیں۔ ایک دن ہم بھی یہ دنیا چھوڑ جائیں گے۔ کوئی دوست ابھی رخت سفر باندھتا ہی ہو گا کہ دوسرا کوچ بھی کر جاتا ہے۔ موت کی خبریں اس تیزی سے موصول ہوتی ہیں، جیسے بارش کے قطرے ٹپکتے ہوں۔ موت کے قاصد بھی ہر وقت ہمارے قریب ہی رہتے ہیں۔ ہم روزانہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ کوئی بھائی ایکسیڈنٹ میں مر جاتا ہے۔ کوئی ہسپتال میں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے چل دیتا ہے اور کوئی بظاہر صحیح سلامت راہ چلتے ہوئے اچانک دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر جاتا ہے۔ جب کہ بموں اور بے رحم بمباریوں سے تو لاتعداد نوجوان، بوڑھے، خواتین اور بچے روزانہ ہی جاں بحق ہو رہے ہیں۔

بالآخر ایک دن ہم بھی تمناؤں اور ارمانوں سے بھری اس دنیا کو چھوڑ جانے والوں کی فہرست میں شامل ہو جائیں گے۔ لیکن کیا اس طویل اور کٹھن سفر کے لیے ہمارے پاس کوئی تیاری ہے؟ کیا ہمارے پاس آخرت کا توشہ ہے؟ کیا ہم موت کے لیے تیار ہیں؟ اللہ تعالیٰ ہمارے لیے آخرت کی تیاری کو آسان بنائے۔ آمین

وسطی ایشیاء اسلام دشمن حکمران

عمر فارسی

تاجکستان کے صدر امام علی رحمان نے ۱۱ جولائی ۲۰۱۷ کو دوشنبہ شہر میں عمومی ارکان سے ملاقات کے دوران کہا کہ 'حجاب' تاجک خواتین کے لیے ایک پرائی اور اجنبی ثقافت ہے۔ انہوں نے تاجک خواتین سے مطالبہ کیا کہ اسلامی حجاب چھوڑ دیں۔ انہوں نے کہا کہ کچھ 'خواتین کے دلوں میں کوئی دین داری نہیں ہوتی، مگر وہ ظاہری طور پر سیاہ لباس پہن کر ہماری ثقافت اور اقدار کو پامال کرتی ہیں، مگر وہ بھول چکی ہیں کہ 'حقیقی مسلمانی' کپڑوں، ستر، حجاب اور داڑھی میں، نہیں بلکہ دل میں ہوتی ہے۔' اسی طرح علی رحمان نے حکام اور سکیورٹی فورسز سے مطالبہ کیا کہ جو لوگ دینی اقدار سنبھالے ہوئے ہیں، اُن پر دباؤ بڑھایا جائے۔ انہوں نے کہا اس حوالے سے حکومت کی مقامی انتظامیہ اور دیگر ذمہ دار ارکان منفی رجحانات کے پھیلنے کی راہ روکنے کے لیے خاص اقدامات کریں۔

تاجک صدر امام علی حکومت نے اپنے پورے دورِ اقتدار میں دین کا جذبہ اور اسلام سے محبت رکھنے والوں پر ناجائز پابندیاں، بے جا دباؤ اور معاشرتی ہراس کا نشانہ بنائے رکھا ہے۔ مثال کے طور پر علی رحمان کے ذومعنی بیان سے پہلے تاجکستان کے شمالی حصے میں سکیورٹی اداروں سمیت مختلف ملکی اداروں کے نمائندوں سے قائم کی گئی ۱۲ رکنی کمیٹی کام کر رہی تھی۔ اس کمیٹی کی ذمہ داری اس خودساختہ فکر کو پھیلانا تھا کہ 'تاجک خواتین حجاب سے نفرت کرتی ہیں۔' کہنا چاہیے کہ وسطی ایشیا میں علی رحمان واحد حکمران ہیں، جو اسلام کے خلاف اپنی دشمنی کا برملا اظہار کرتے اور بلاخوف و خطر اسلامی اقدار پر حملہ آور ہیں۔ صحیح معنوں میں امام علی رحمٰن اسلام مخالف ایجنڈے کے 'معیاری غلام' ہیں۔

> ان تمام مظالم کے باوجود ان کی ساری کوششیں نقش بر آب ثابت ہو رہی ہیں۔ کیوں کہ اس خطے کے لوگ قصہ پارینہ بن جانے والے سوویت یونین کی جارحیت کے دور میں بھی اسلام پر زیادہ دباؤ اور سختیاں جھیل چکے ہیں۔ جب کہ کمیونسٹ کبھی اس شیطنت میں کامیاب نہیں ہو سکے کہ 'مسلمانوں کے دلوں سے اسلام کو نکال دیں۔' ان شاء اللہ وہ وقت دوبارہ آنے والا ہے، جو ان وسطی ایشائی ریاستوں کے ظالموں کو عبرت ناک انجام سے دوچار کرے گا۔

کچھ عرصہ قبل کریملین سے تعلق رکھنے والے قرغیزستان کے صدر 'الماس بیک' نے دو مرتبہ اسلام مخالف بیانات دیے۔ انہوں نے رواں سال ۱۲ جولائی کو کہا: 'نماز میں وقت ضائع سے مطالعہ کرنا بہتر ہے۔' دوسری مرتبہ ۲۴ جولائی کو کہا: 'قرآن کریم کی ایک سورت کے مطابق شراب کا تھوڑا سا استعمال جائز اور مفید ہے، مگر مساجد کے ائمہ بتانے سے احتراز کرتے ہیں۔'

اسی حوالے سے ازبکستان کے صدر میرزایوف بھی اپنے ہم منصبوں کے 'معیارِ غلامی' سے پیچھے نہیں رہے۔ انہوں نے حال ہی میں ازبک علماء سے ایک

ویڈیو کانفرنس کے دوران مسئلہ تعدد ازواج کو نشانہ بناتے ہوئے کہا: 'محترم علمائے کرام! جب آپ دوسری شادی کے نکاح کا خطبہ مردم شماری کا ریکارڈ سامنے رکھے بغیر پڑھاتے ہیں تو اب تک آپ کو معلوم ہوا ہو گا کہ معاشرے میں کتنی مشکلات اور مسائل پیدا ہوئے ہیں؟' میر زایوف نے کہا کہ 'اکثر مسائل ایک سے زائد شادیوں کا نتیجہ ہیں۔' انہوں نے اماموں کو تنبیہ کی کہ دوسری شادی کا خطبہ نہ پڑھائیں اور اپنی ذمہ داریاں ملکی آئین کی روشنی میں پوری کریں۔ ہم اس طرح کے 'ناجائز اقدامات' کی روک تھام کے لیے لائحہ عمل بنانے والے ہیں۔ جو امام شادی کے اندراج کے بغیر نکاح کا خطبہ پڑھائے گا، اسے سزا دی جائے گی۔'

اس سے قبل قازقستان کے صدر 'نور سلطان نظر بایف' نے بھی رواں سال ۱۹ اپریل کو آستانہ میں قازقستانی مسلمانوں کے روحانی رہنماؤں سے ملاقات کے موقع پر کہا: 'داڑھی اور حجاب قازقستان کے لوگوں کی رواج سے مطابقت نہیں رکھتے۔' جب کہ نور سلطان نے حکم دیا کہ 'ان دونوں چیزوں کی روک تھام مقننہ کے ذریعے کی جائے گی۔' انہوں نے مزید کہا کہ 'ہمارے نوجوان ناسمجھی میں داڑھی رکھتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو پوری طرح سیاہ کپڑوں (برقع) میں ڈھانپ لینے والی لڑکیوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ جب کہ یہ ہماری ثقافت سے متصادم ہے۔ اس کی روک تھام بھی قانون کی قوت سے ہونی چاہیے۔' انہوں نے کہا کہ قازقستان کے لوگ سیاہ کپڑے ماتم کے دوران پہنا کریں۔

اسی طرح ترکمانستان میں بھی مسلمانوں کو اذیت دینے کے حوالے سے یہی حالات ہیں۔ رواں سال کے اپریل میں شہر 'سردار' کے عسکری یونٹ میں خاص ترکمن فاونڈیشنز نے تحقیقی امور کا آغاز کیا۔ جس میں ۷۰ سے زیادہ افراد قید کیے گئے۔ حقیقت یہ تھی کہ افسروں نے رات کی تاریکی میں ملازمین کو جمع کیا اور کمانڈر ان جمع کیے گئے افراد سے اسلام کے حوالے سے باتیں کر رہا تھا، جس کے نتیجے میں افسروں پر الزام لگایا گیا کہ وہ اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ ان کے حوالے سے مختلف جرائم کے کیس درج کیے گئے ہیں، جن میں ترکمن آئین کی پامالی اور حکومتی عہدے کے غلط استعمال کی شق استعمال کی گئی ہے۔ ترکمانستان کے کرونیکل کی رپورٹ کے مطابق تحقیقات اور عدالتی کارروائی کے بعد ایک فرمان کی رُو سے ۱۱۲ اعلیٰ اور ادنیٰ سطح فوجی افسران کو ۱۰ سے ۲۰ سال تک قید کی سزا سنائی گئی ہے۔ ہر سال وسطی ایشیائی ممالک کے ظالم حکمران اسلام اور اسلامی اقدار کے خلاف اپنی دشمنی ظاہر کرتے رہتے ہیں۔ جب کہ شیطان اُن کو اُن کی اس بے وقوفی کو معاشرے کی خوش حالی کے اقدامات سے تعبیر کراتا ہے۔

ان تمام مظالم کے باوجود ان کی ساری کوششیں نقش بر آب ثابت ہو رہی ہیں۔ کیوں کہ اس خطے کے لوگ قصہ پارینہ بن جانے والے سوویت یونین کی جارحیت کے دور میں بھی اسلام پر زیادہ دباؤ اور سختیاں جھیل چکے ہیں۔ جب کہ کیمونسٹ کبھی اس شیطنت میں کامیاب نہیں ہو سکے کہ 'مسلمانوں کے دلوں سے اسلام کو نکال دیں۔' ان شاء اللہ وہ وقت دوبارہ آنے والا ہے، جو ان وسطی ایشائی ریاستوں کے ظالموں کو عبرت ناک انجام سے دوچار کرے گا۔ پھر دنیا 'سابق سوویت یونین' کے طرز پر کہا کرے گی:

وسطی ایشیاء کا سابق ترکمانستان۔ وسطی ایشیاء کا سابق قازقستان۔ وسطی ایشیاء کا سابق ازبکستان۔ وسطی ایشیاء کا سابق تاجکستان!

آزادی کون منا سکتا ہے؟

آزادی کی عظمت منوانا اُن افغانوں کا حق ہے، جو آج بھی انگریز کے خلاف جہاد میں مصروف ہیں۔ امریکی اور نیٹو امداد کے بل بوتے پر کھڑی کٹھ پتلی کابل انتظامیہ نے آزادی کی تقریبات ایسے وقت میں منائیں کہ افغانستان کے طول و عرض میں ہزاروں امریکی و دیگر بیرونی افواج موجود ہیں۔ اسی دن ڈرون طیاروں کی پروازیں سب سے زیادہ رہیں۔ سب سے زیادہ اسی دن آبادی کو نشانہ بنایا گیا۔ یوم آزادی ان حالات میں منایا گیا ہے، جب 'مسئلہ افغانستان' سے متعلق وائٹ ہاؤس اور پینٹاگون کے حکام کانفرنس میں شریک تھے اور وہ افغانستان پر جارحیت کو مزید طول دینے کے لیے سوچ وبچار کر رہے تھے۔ یوم آزادی ایسے حال میں منایا گیا، جب بلیک واٹر تنظیم صدر ٹرمپ سے مطالبہ کر رہی تھی کہ اسے افغانستان میں قتل و غارت گری کی باگ ڈور تھمادی جائے۔ وہ سالانہ ۴۵ ملین ڈالر کے عوض افغانوں کے قتل عام کا دھندہ کرے گی۔ ان حالات میں ادھر کٹھ پتلی انتظامیہ یوم آزادی منا رہی تھی۔ جب کہ یوم آزادی منانے کے دن سرکاری حکام نے اعلان کیا کہ افغانستان سے متعلق امریکا جو پالیسی بنائے گا، وہ امریکا کے عظیم تر مفاد میں ہوگی اور ہم اس کی بھرپور حمایت کریں گے۔

افغان شمسی سال کے ماہِ اسد کی ۲۸ تاریخ کو یوم آزادی مناتے ہیں۔ وہ اس دن کو افغانستان کے لیے 'یوم افتخار' سمجھتے ہیں، لیکن انصاف کی بات یہ ہے آزادی ان کو منانا چاہیے، جن کے گلے میں امریکی و بیرونی افواج کی غلامی کا طوق نہ ہو۔ یہ کس ڈھنگ کی آزادی ہے، جس کی تقریبات میں امریکی جارحت کے خلاف کچھ بھی کہنے کے بجائے امریکی غلامی پر فخر کیا جائے! کیا آزادی کا فخر ایسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالی کے حضور شکرانے کے نوافل ادا کرنے کے بجائے دنیا بھر سے ناچنے والے جمع کر کے میوزیکل شو منعقد کیے جائیں؟ افغانستان کی تہذیب و تمدن کا جنازہ نکالا جائے؟ سچ یہ ہے کہ آزادی منانا ان کو زیب دیتا ہے، جو حقیقی معنوں میں آزادی کی قدر و قیمت جانتے ہوں۔ آزادی منانا ان افغانوں کا حق ہے، جو آج بھی انگریز اور ان کے وفاکیشوں سے دلی نفرت کرتے ہیں۔ جو اپنے مجاہدین اسلاف کے نقش قدم پر چل کر افغانستان کو انگریز کے چنگل سے آزاد کرانے کا عزمِ مصمم رکھتے ہیں۔ آزادی منانا ان کو جچتا ہے، جو آج بھی امریکا اور اس کے اتحادیوں کو چن چن کر مار رہے ہیں۔ اس عزم کے سوا اگر کوئی آزادی منانے کا دعوے دار ہے تو یہ اسد کے ۲۸ تاریخ کے غازیوں اور مجاہدین کی روحوں کے ساتھ غداری اور تاریخ کے ساتھ عظیم ظلم ہے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ جس طرح انگریز کے خلاف ہمارے اسلاف اور ہمارے پیش روؤں کی مدد و اعانت کی گئی تھی، اے اللہ! اسی طرح ہماری بھی مدد فرما۔ افغانستان کی سرزمین کو دشمن کی جارحیت سے محفوظ و مامون فرما۔

آمین یارب العالمین۔

غدار حکومت قوم سے جھوٹ بولتی ہے

سیف اللہ

افغانستان اور جنوبی ایشیا کے لیے ٹرمپ کی نئی حکمت عملی کے اعلان کے بعد امریکی فوجیوں کی کارروائیوں میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔ افغانستان میں امریکی فضائی حملوں میں اضافے کے باعث حالیہ مہینوں میں صوبہ ننگرہار، قندوز، ہرات اور لوگر میں خواتین اور بچوں سمیت درجنوں شہری شہید ہوگئے ہیں۔ شہری مقامات پر امریکی فضائی حملوں میں اضافہ ہونا دراصل امریکا کی طرف سے جنگ میں شدت اختیار کرنے کا ثبوت اور مفاہمت و مصالحت کی کوششوں کو سبوتاژ کرنے کا منصوبہ ہے۔ امریکا جس مفاہمت کا تقاضا جنگجوؤں سے کرتا ہے، وہ 'دہشت گردی اور انتہا پسندی' کے خلاف جنگ کے ذریعے امن کی چاہت ہے۔ جب کہ افغانستان کے کٹھ پتلی جنگجو مجبور ہیں کہ وہ نام نہاد امن کے لیے امریکا کی تمام شرائط قبول کریں۔ اس کے علاوہ اقوام متحدہ کی حالیہ رپورٹ کے مطابق ۲۰۱۷ کے پہلے چھ ماہ میں فضائی حملوں میں شہری ہلاکتوں میں ۲۰۱۶ کے پہلے چھ ماہ کے مقابلے میں ۴۳ فیصد اضافہ ہوا ہے۔

عوام بدترین حالات سے دوچار ہیں۔ شہری آبادی کھنڈرات میں تبدیل ہو رہی ہے، جب کہ نام نہاد حکمران خاموش تماشائی کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ وہ اپنی حکومت کی بقا چاہتے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل کشمیر میں چند بھارتی فوجیوں کی ہلاکت پر افغانستان کے ذلیل حکام نے ہلاک ہونے والے فوجیوں کے اہل خانہ سے اظہار ہمدردی اور تعزیت کی تھی۔ اس کے علاوہ حکومت کے ترجمان بڑی بے شرمی سے کوشش کرتے ہیں کہ امریکی فوج کے جرائم کو مختلف طریقوں سے جواز عطار کریں۔ یہ سب کچھ جان کیری کے ہاتھوں جنم لینے والی نام نہاد حکومت سے عوام کی بے زاری اور ناراضی کا سبب ہے۔

کٹھ پتلی حکمران کوشش کرتے ہیں کہ ان ہتھکنڈوں کے ذریعے عوام کی توجہ کسی اور جانب مبذول کرائیں اور شہری ہلاکتوں میں اضافے کے بعد رائے عامہ میں حکومت کے خلاف نفرت کم کریں، جب کہ امریکا نے گزشتہ ۱۶ برس کے دوران اربوں ڈالر خرچ کیے ہیں۔ اس کے باوجود امن قائم ہوا اور نہ ہی امریکی مفادات کے تحفظ کے لیے لڑنے والے افغان فوجیوں کی ہلاکتوں میں کوئی نمایاں کمی آئی ہے۔ اب بھی افغانستان اسی غیر یقینی صورت حال سے دوچار ہے۔ افغانستان میں ہسپتالوں کو تجارت کا ایک بڑا ذریعہ بنالیا گیا ہے۔ وہاں زیر علاج زخمی اہل کاروں کی ادویات پر تجارت کی جاتی ہے اور یہ بڑا منافع بخش کاروبار بن چکا ہے۔ فوجیوں کی لاشیں مہینوں تک سرد خانوں میں پڑی رہتی ہیں اور حکام کو رشوت کی ادائیگی کے بعد وہ لواحقین کے سپرد کی جاتی ہیں۔

زخمی فوجیوں کا علاج سرکاری سطح پر ان کا حق ہے، تاہم علاج کے دوران زخمی فوجیوں کے لواحقین بازار سے ادویات خریدنے پر مجبور ہیں۔ جب کہ سرکاری ادویات بازار میں فروخت کی جاتی ہیں۔ یہ بدترین صورت حال حکومت کی غفلت اور کرپشن کا نتیجہ ہے، جس کے باعث فوجیوں کے لواحقین مایوسی کا شکار ہیں۔ جب کہ دوسری طرف سکیورٹی فورسز میں بھرتی کا عمل بھی انتہائی کم ہوگیا ہے۔ اس کے برعکس فورسز سے آئے روز فرار ہونے والے اہل کاروں کی تعداد میں بھی مسلسل اضافہ ہورہا ہے۔

نئی امریکی حکمت عملی کے تحت افغانستان میں مزید امریکی فوجیوں کو تعینات کیا جائے گا، تاکہ گزشتہ ۱۶ سال سے جاری جنگ میں مجاہدین اور دوسرے گروپوں کے خلاف فتح حاصل کی جاسکے۔ امریکی وزیر دفاع جیمز میٹس نے کہا ہے کہ 'امریکی فوجی افغان سکیورٹی فورسز کی تربیت کے علاوہ دشمن کے خلاف لڑنے کا حق بھی رکھتے ہیں۔ جب کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ امریکی فوج نے 'کابل-واشنگٹن معاہدے' کے خلاف ایک بار پھر افغانستان میں دہشت گردی، مظالم اور جرائم کا نیا سلسلہ شروع کردیا ہے۔ ہزاروں بار امریکا نے یہ ثابت کیا ہے کہ وہ کسی بھی معاہدے کی پاس داری نہیں کرے گا۔ ان دنوں افغانستان میں امریکا کا نیا جھوٹ سامنے آیا ہے۔ امریکا نے پہلے اعلان کیا تھا کہ افغانستان میں اس کے ۸۴۰۰ فوجی تعینات ہیں، جب کہ ۳۰ اگست کو امریکی محکمہ دفاع نے اعلان کیا کہ 'اب افغانستان میں ۱۱ ہزار امریکی فوجی موجود ہیں۔' اس کے علاوہ نجی کمپنیوں اور انٹیلی جنس ایجنسیوں کے ہزاروں فوجی بھی موجود ہیں، لیکن پھر بھی سوال کرنے والا کوئی نہیں، جو قابض فوجیوں کی غلط تعداد اور مسلمانوں کے خون بہانے کے بارے میں امریکا سے پوچھے یا نام نہاد حکام سے وضاحت طلب کرے۔

نتیجۃً مذکورہ تمام امور غدار حکمرانوں کی رسوائی اور خیانت کا واضح ثبوت ہے۔ ان کا کام دشمن کے جرائم کو جواز فراہم کرنا ہے۔ استعماری منصوبوں پر عمل درآمد کرنا اور افغانستان میں امریکی فوجی منصوبے کے تحت بطور ملازم خدمات سرانجام دینا ہے۔ ان کا ہر اقدام امریکی مفادات کے تابع ہوتا ہے۔ وہ امریکی مفادات کے تحفظ کے لیے رائے عامہ کو گمراہ کرنے کے لیے قوم سے جھوٹ بولتے ہیں۔ افغان عوام ان کی غداری اور خیانت کو سمجھیں۔ وہ حقیقی تبدیلی کے لیے جدوجہد کریں، تاکہ بہت جلد قوم کے غداروں کو اقتدار سے الگ کر کے شرعی عدالت کے کٹہرے میں کھڑا کیا جا سکے۔ امریکا سے آزادی کا یہ ایک راستہ ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ جس خطے میں امریکا کے غلام نہیں ہوں گے، وہاں امریکا اپنے منحوس قدم نہیں جما سکے گا۔

جنگی جرائم (اگست 2017)

سید سعید

افغانستان میں امریکا کی جانب سے ظلم کی تاریخ طویل تر ہوتی جا رہی ہے۔ امریکا کے حوالے سے یہ بات تاریخی حیثیت کو پہنچی ہوئی ہے کہ اس ملک کی بنیاد ہی ظلم و ستم اور درندگی پر رکھی گئی ہے۔ ریڈ انڈینز کے قتل سے شروع ہونے والا سلسلہ آج افغانستان میں پہنچا ہوا ہے۔ جو کہ ہر نئے دن کے ساتھ نت نئے مظالم اور جبر و ستم کی کہانیاں لیے غروب ہو جاتا ہے۔ اسی سلسلے میں پانچ اگست کو صوبہ پکتیکا کے ضلع سرحوضی میں امریکا کی کٹھ پتلی پولیس کے اہل کاروں نے فائرنگ کر کے پانچ پُر امن شہریوں کو شہید اور زخمی کر دیا۔ جب کہ دو دن بعد صوبہ ہرات کے ضلع شین ڈنڈ میں افغان اہل کاروں کی فائرنگ سے دو شہری شہید ہو گئے۔

۸ اگست کو ننگرہار کے ضلع خوگیانو کے علاقے مملی میں حملہ آوروں اور ملکی فورسز کی مشترکہ کارروائی میں ایک شخص شہید اور دو افراد زخمی ہو گئے۔

۱۰ اگست کو ننگرہار کے ضلع ہسکہ مینہ کے علاقے پاپین پر قابض فوج نے بمباری کر دی، جس کے نتیجے میں ۱۶ شہری شہید ہو گئے۔ ضلعی گورنر سازولی شینواری نے اس واقعے کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ 'امریکی طیاروں نے ایک گاڑی پر بمباری کی تھی، جس میں سوار ۸ افراد موقع پر ہی شہید ہو گئے اور ان کے قریب ۸ افراد پیدل جا رہے تھے، اُنہیں بھی نشانہ بنا کر شہید کر دیا۔ اس کے اگلے دن صوبہ فاریاب کے ضلع دولت آباد کے علاقے تورتہ عطا میں سرکاری فورسز کے راکٹ حملے سے دو خواتین سمیت ۱۴ افراد شہید اور تین زخمی ہو گئے۔ جب کہ صوبہ قندوز کے ضلع امام صاحب کے علاقے مؤمن آباد میں افغان فورسز نے مقامی آبادی پر بمباری کر کے چار افراد کو شہید اور زخمی کر دیا۔

۱۸ اگست کو صوبہ کنڑ کے ضلع سرکاڑ کے علاقے گنج گل میں فورسز کی فائرنگ سے دو بچے شہید اور ان کی والدہ زخمی ہو گئیں۔

۲۰ اگست کو صوبہ بادغیس کے ضلع مرغاب کے بازار میں فورسز نے اندھا دھند فائرنگ کر کے خواتین اور بچوں سمیت ۵ افراد کو شہید کر دیا۔ جب کہ صوبہ ننگرہار کے ضلع بٹی کوٹ کے علاقے نوا قلہ میں قابض افواج اور افغان فورسز نے مشترکہ چھاپے کے دوران تین شہریوں کو شہید کر دیا۔ اس سے اگلے روز فاریاب کے ضلع شرین تگاب کے علاقے گوراغلی میں پولیس نے ایک شخص 'محمد ولد علی' کو شہید کر دیا۔ جب کہ قندوز کے صوبائی دارالحکومت گورتیپہ چہار درچیان میں امریکی فوجیوں نے افغان فورسز کے ہمراہ چھاپہ مار کر گھروں کے دروازے توڑ دیے۔ لوگوں پر تشدد کیا اور چار افراد کو حراست میں لے لیا۔

۲۳ اگست کو صوبہ میدان وردک کے ضلع سید آباد کے علاقے جنجائی میں حملہ آوروں کے دورن حملے میں تین شہری شہید اور زخمی ہو گئے۔

۲۶ اگست کو قندوز کے ضلع چہاردرہ کے علاقے نہر صوفی میں امریکا نے ڈرون حملہ کر کے ایک درجن شہری شہید اور زخمی کر دیے۔ اس سے اگلے دن چہاردرہ ہی کے علاقے سجان میں امریکی اور افغان فورسز نے مشترکہ کارروائی کے دوران گھروں کے دروازے بموں سے اڑانے کے بعد اندر گھس کر شہریوں پر تشدد کیا اور قیمتی اشیاء لوٹ لیں۔ اس کے بعد علاقے پر بمباری کر کے متعدد گھروں کو تباہ کر دیا، جس میں خواتین اور بچوں سمیت پانچ افراد شہید اور زخمی ہو گئے۔

۲۸ اگست کو صوبہ تخار کے ضلع اشکمش کے علاقے 'کوکہ بلاق' میں افغان فوجیوں نے ایک شخص 'حاجی حسن' کو گولی مار دی، جس سے وہ موقع پر شہید ہو گیا۔ جب کہ صوبہ ہرات کے ضلع شین ڈنڈ کے علاقے بخت آباد کے گاؤں معروف پر امریکی طیاروں نے شدید بمباری کی، جس کے نتیجے میں خواتین اور بچوں سمیت چالیس عام شہری شہید ہو گئے۔ ہرات کے گورنر کے ترجمان جیلانی فرہاد نے بی بی سی سے گفتگو کرتے ہوئے اعتراف کیا کہ 'اس واقعے میں خواتین اور بچوں سمیت چالیس افراد شہید ہوئے ہیں۔' اس سے اگلے دن مشرقی صوبے ننگرہار کے ضلع خوگیانو میں مقامی فورسز نے ایک عالم دین 'مولوی عبدالحکیم' کو نمازِ مغرب کے بعد مسجد میں ہی شہید کر دیا۔ جب کہ صوبہ لوگر کے دارالحکومت کے علاقے دشت باری میں امریکی فوج کی بمباری سے تیرہ عام شہری شہید اور سات زخمی ہو گئے۔

ذرائع: بی بی سی، آزادی ریڈیو، افغان اسلامک پریس، پژواک، خبریال، لراوبر، نن ڈاٹ ایشیاء، مختلف ویب سائٹس۔

افغانستان ستمبر ۲۰۱۷ میں

احمد فارسی

یہ رپورٹ صرف ان واقعات و نقصانات پر مشتمل ہے، جن کا دشمن نے بھی اعتراف کیا ہے۔ مزید اعداد و شمار کے لیے امارت اسلامیہ کی آفیشل ویب سائٹ ملاحظہ فرمائیں۔ (ادارہ)

مجاہدین نے ستمبر میں بھی افغانستان بھر میں اہم فتوحات حاصل کی ہیں۔ علاوہ ازیں مجاہدین نے مشترکہ دشمن کو بھاری جانی اور مالی نقصان پہنچایا ہے۔ اس مہینے میں مختلف واقعات اور کامیابیوں کے بارے میں جانیے؛

قابض دشمن کو ہونے والے جانی نقصانات:

ستمبر میں دشمن نے اپنے دو فوجیوں کی ہلاکت کا اعتراف کیا ہے، لیکن میدان جنگ، خون ریز واقعات اور دیگر واضح دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ دشمن نے ہمیشہ اصل حقائق کو قوم اور دنیا کی نظروں سے اوجھل رکھنے کی کوشش کی ہے۔ ۱۱ ستمبر کو صوبہ پروان کے ضلع بگرام میں امریکی فوجیوں پر ایک فدائی مجاہد کے حملے میں متعدد حملہ آور ہلاک ہوگئے تھے۔ ۱۵ ستمبر کو قندھار کے ضلع دامان میں بھی امریکی فوجیوں پر فدائی حملے میں ۷ قابض فوجی ہلاک ہوئے تھے۔ ۲۱ ستمبر کو امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے جلال آباد ہوائی اڈے کے مرکزی دروازے پر یلغار کر دی، جس کے نتیجے میں بڑی تعداد میں حملہ آوروں کی ہلاکتیں سامنے آئی تھیں۔ ۲۴ ستمبر کو کابل کے وارڈ نمبر پانچ میں حملہ آوروں کے فوجی قافلے پر حملہ کیا گیا، جس میں سے ۱۶ فوجی ہلاک اور زخمی ہوگئے۔ مجموعی طور پر ماہ ستمبر میں کم از کم ۳۰ امریکی فوجی ہلاک اور کئی زخمی ہوئے ہیں، لیکن دشمن نے اصل تعداد قوم اور دنیا سے چھپانے کے لیے صرف دو فوجیوں کی ہلاکت کا اعتراف کیا ہے، جو اصل تعداد سے کہیں کم ہے۔ دشمن کے اعتراف کے مطابق رواں سال افغانستان میں صرف ۱۳ امریکی فوجی ہلاک ہوئے ہیں۔ جب کہ امریکی یلغار سے اب تک مجموعی طور پر ۳۵۴۱ غیر ملکی فوجی ہلاک ہوگئے ہیں، جن میں ۲۴۰۱ امریکی فوجی شامل ہیں۔

کٹھ پتلی دشمن کا نقصان:

کٹھ پتلی دشمن کے جانی نقصانات کی صحیح تعداد جنگ کی فضا میں معلوم کرنا مشکل کام ہے، لیکن چند مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ اُجرتی فورسز کے اہل کار ایک بے نتیجہ جنگ اور غیر ملکی قابض قوتوں کے مقاصد اور اہداف کے لیے کس طرح قتل ہو رہے ہیں۔ یکم ستمبر کو کابل کے ضلع قرباغ میں اہم انٹیلی جنس افسر ہلاک ہوگیا۔ ۶ ستمبر کو نیمروز کے ضلع خاش رود ہائی وے پر تعینات کمانڈر بارودی سرنگ کے دھماکے میں ہلاک ہوگیا۔ ایک روز بعد کابل کے علاقے 'کمپنی' میں ملیشیا کمانڈر کو مار ڈالا گیا۔ ۱۱ ستمبر کو صوبہ غزنی کے ضلع قرہ باغ کا پولیس سربراہ مارا گیا۔ ایک دن کے بعد مجاہدین نے ننگرہار کے ضلع حصارک کے گورنر اور محافظوں کو قتل کر دیا۔

کٹھ پتلی دشمن کا مالی نقصان:

مشترکہ دشمن کو ہر ماہ لاکھوں ڈالر کا نقصان ہوتا ہے۔ ستمبر میں بھی مجاہدین نے مختلف جھڑپوں کے دوران سیکڑوں ٹینکوں، گاڑیوں، موٹر سائیکلوں، فوجی وسائل اور چھوٹے و بھاری ہتھیاروں کو غنیمت میں حاصل کر لیا۔ ۶ ستمبر کو صوبہ وائی کنڈی کے ضلع اجرستان میں مجاہدین نے دشمن کا ایک ہیلی کاپٹر مار گرایا۔ اس کے بعد لاشوں کو منتقل کرنے کے لیے آئے ہوئے دوسرے ہیلی کاپٹر پر بھی مجاہدین نے حملہ کر دیا۔

قابض اور کٹھ پتلی فورسز کا شہریوں پر تشدد:

مظلوم اور نہتے شہریوں پر قابض اور کٹھ پتلی دشمن کی جانب سے ظلم و تشدد کا سلسلہ ہنوز جاری ہے، بلکہ حکومت کی حامی تنظیموں کے اعتراف کے مطابق سفاک دشمن کی جانب سے شہریوں کے قتل عام میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ اس سلسلے میں جامع اور صحیح معلومات امارت اسلامیہ کی رسمی ویب سائٹ میں 'شہری ہلاکتوں' کی

رپورٹ میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔ یہاں بطور مثال صرف چند اہم واقعات زیر قرطاس لائے جاتے ہیں؛

۲ ستمبر کو امریکی طیاروں نے ہلمند کے ضلع بولان پر بمباری کر کے ۴۰ گھروں کو تباہ اور متعدد شہریوں کو شہید اور زخمی کر دیا۔ ۶ ستمبر کو اروزگان کے ضلع چورہ پر امریکی طیاروں نے بمباری کر کے سات افراد کو شہید اور زخمی، جب کہ ۱۴ دکانوں کو جلا کر خاکستر دیا۔ ۱۵ ستمبر کو نام نہاد پارلیمنٹ کے ڈپٹی چیئرمین ظاہر قدیر کے محافظوں نے ایک شخص پر بہیمانہ تشدد کر کے اُسے شہید کر دیا۔ ۱۷ ستمبر کو غزنی کے ضلع دہ یک میں امریکی طیاروں نے بمباری کر کے دو گھروں اور ایک مسجد کو نشانہ بنایا اور متعدد افراد کو شہید اور زخمی کر دیا۔ ۱۸ ستمبر کو اجرتی فورسز نے قندوز کے علاقے خان آباد میں فائرنگ کر کے ۸ شہریوں کو شہید اور ۱۳ کو زخمی کر دیا۔ ۱۹ ستمبر کو ننگرہار کے ضلع شیوہ میں پولیس نے ایک شخص کو تشدد کا نشانہ بنا کر شہید کر دیا۔ اسی دن صوبہ پکتیا کے ضلع زرمت میں شہریوں نے پولیس کے ظلم کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کیا۔ ۲۳ ستمبر کو میڈیا نے ۵۰ سالہ شخص کی تصویر شایع کی، جو فاریاب کے ضلع قیصار میں پولیس اہل کاروں کے تشدد کا شکار ہوا تھا۔

مجاہدین کی صف میں شمولیت:

ستمبر میں بھی حسب سابق کٹھ پتلی حکومت کے مختلف اداروں کے اہل کار حقائق کا ادراک کرتے ہوئے مجاہدین کی صف میں شامل ہو گئے۔ اس بارے میں مکمل اور درست معلومات حاصل کرنے کے لیے امارت اسلامیہ کی ویب سائٹ میں دعوت و ارشاد کمیشن کی رپورٹ دیکھ لی جائے، البتہ یہاں بطور مثال چند واقعات ذکر کیے جاتے ہیں:

۹ ستمبر کو قندھار کے ضلع معروف میں ۶ اہل کاروں نے ہتھیاروں سمیت امارت اسلامیہ میں شمولیت اختیار کر لی۔ ۱۸ ستمبر کو مزید ۱۱۲ اہل کار سرنڈر ہو گئے۔

جنگی اور سیاسی قیدیوں کی رہائی:

کابل کی کٹھ پتلی انتظامیہ اور اس کے آقاؤں نے بظاہر ہمیشہ انسانی ہمدردی اور انسانی حقوق کے تحفظ کا دعوی کیا ہے۔ حقیقت میں یہ ایک غلط دعوی ہے۔ تمام خفیہ اور کھلی جیلوں میں بے بس اور بے گناہ لوگوں کو قید رکھا گیا ہے۔ کابل پر مسلط کٹھ پتلی حکومت نے ظاہری طور پر ہمیشہ انسان دوستی اور انسانی حقوق کا دعوی کیا ہے، جب کہ حقیقت میں تمام سرکاری اور نجی جیلوں میں مظلوم قیدی بغیر کسی مقدمے کے سالہا سال سے پڑے ہوئے ہیں، جن کے خلاف کوئی ثبوت ابھی تک پیش نہیں کیا جا سکا۔ دوسری طرف امیر المؤمنین کی خصوصی ہدایت پر امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے عید کی خوشی کے موقع پر یکم ستمبر کو درجنوں سیاسی اور جنگی قیدیوں کو رہا کیا تھا۔

منصوری آپریشن:

ستمبر میں مجاہدین نے پیش رفت کا سلسلہ جاری رکھا اور کئی اہم فوجی اڈوں اور چیک پوسٹوں پر اپنا کنٹرول قائم کر لیا۔ اس سلسلے میں چند اہم فتوحات کی مثالیں دیکھیں:

۴ ستمبر کو مجاہدین نے صوبہ زابل کے ضلع ارغنداب میں ایک چوکی اور صوبہ بلخ کے ضلع شولگرہ میں بھی ایک چوکی پر قبضہ کر لیا۔ ۶ ستمبر کو امارت اسلامیہ کے غیور مجاہدین نے کلمہ طیبہ کی توہین کا بدلہ لیتے ہوئے بگرام ہوائی اڈے کے گیٹ پر امریکی فوجیوں پر حملہ کیا اور متعدد اہل کاروں کو ہلاک اور زخمی کر دیا۔ اسی دن مجاہدین نے صوبہ دائی کنڈی میں دشمن کے دو ہیلی کاپٹروں کو مار گرایا، جن میں متعدد اہل کار ہلاک ہو گئے۔ ۱۵ ستمبر کو قندھار کے ضلع دامان میں مجاہدین نے ایک حملے میں ۷ حملہ آوروں کو ہلاک کر دیا۔ ۱۹ ستمبر کو صوبہ فاریاب کے ضلع کوہستان میں بندر شہر سمیت اہم اسٹریٹیجک علاقوں پر مجاہدین نے اپنا کنٹرول قائم کر لیا۔ دو دن بعد اسی علاقے میں مزید بیس چوکیاں مجاہدین کنٹرول میں آگئیں۔ اس کے بعد مجاہدین نے جلال آباد ایئرپورٹ کے مرکزی دروازے پر کھڑے امریکی فوجیوں پر حملہ کر کے متعدد فوجیوں کو ہلاک اور زخمی کر دیا۔ ۲۴ ستمبر کو مجاہدین نے کابل شہر کے وارڈ نمبر پانچ میں امریکی فوجیوں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ۱۶ اہل کار ہلاک

ہوگئے۔ دو دن بعد صوبہ تخار کے ضلع خواجہ غار میں دشمن کی ۱۰ چوکیوں کو بھی مجاہدین نے فتح کرلیا۔

۲۷ ستمبر کو مجاہدین نے کابل ایئرپورٹ پر امریکی وزیر دفاع کا راکٹوں سے استقبال کیا۔ مجاہدین نے مسلسل تین گھنٹے کابل ائیرپورٹ پر راکٹوں کی بارش جاری رکھی، جس میں دشمن کے متعدد فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔ جب کہ دشمن کو بھاری مالی نقصان سے بھی دوچار ہونا پڑا۔ ۲۸ ستمبر کو مجاہدین نے قندھار کا ضلع معروف فتح کرلیا، اس کارروائی میں بھی متعدد اہل کار ہلاک ہوگئے۔ ایک رپورٹ کے مطابق کٹھ پتلی حکومت کے اعلی حکام نے اعتراف کیا ہے کہ صوبہ غزنی میں مجاہدین کے گوریلا حملوں میں حکومت کی اہم شخصیات اور رہنما ٹارگٹ کلنگ میں ہلاک ہوگئے ہیں اور حال ہی میں ٹارگٹ کلنگ کے واقعات میں قابل تشویش اضافہ ہوا ہے۔

حملہ آوروں کی تعداد میں اضافہ:

امریکی صدر کی نئی حکمت عملی کے اعلان کے بعد ۲ ستمبر کو مزید ۲ ہزار چھ سو امریکی فوجیوں کو افغانستان میں تعینات کیا گیا ہے۔ مزید امریکی فوجیوں کی تعیناتی سے افغانستان میں جنگ کی شدت میں تیزی آئی ہے، جس کے جواب میں مجاہدین نے بھی دشمن پر جارحانہ حملے بڑھا دیے ہیں۔ مجاہدین نے اعلان کیا ہے کہ دشمن کے مذموم عزائم کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ نئی امریکی حکمت عملی اور افغانستان میں امریکی فوجیوں کی تعداد میں اضافے کے حوالے سے ایک مقبول امریکی مصنف اور لکھاری Dwyer نے اپنے مضمون میں لکھا ہے:

'امریکا نے افغانستان پر قبضہ جمایا ہے اور اب اُس نے عام شہریوں کا قتل عام شروع کر دیا ہے۔'

جنسی تشدد:

کچھ ورغلائے گئے افغانوں نے دشمن کی صف میں شمولیت اختیار کرتے ہوئے مجاہدین کے خلاف اسلحہ اٹھانے کی یہ دلیل پیش کی ہے کہ وہ اپنے وطن، عزت اور ناموس کے دفاع کے لیے لڑتے ہیں، لیکن انہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ ۲۳ ستمبر کو امریکی ادارے سیگار نے اپنی ایک رپورٹ میں لکھا ہے کہ 'طالبان (مجاہدین) کے ساتھ جھڑپوں میں جو حکومتی اہل کار ہلاک ہوتے ہیں، حکومت کی طرف سے ان کی بیواؤں کو مالی معاوضہ ادا کرنے والے اعلی حکام ان سے جنسی تعلقات قائم کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ ایوان صدر کے ترجمان نے بھی بڑی بے شرمی سے اس کا اعتراف کیا اور اس کے بعد وزارت داخلہ نے یہ بھی اس کا اعتراف کیا ہے۔

امن کے دشمن:

امریکا اور افغانستان پر مسلط نام نہاد حکمران ہمیشہ ایسے دعوے کرتے رہے ہیں کہ ہم امن اور مفاہمت کے خواہاں ہیں، مگر مجاہدین امن اور مفاہمت پر یقین نہیں رکھتے، وہ جنگ کو ترجیح دیتے ہیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اشرف غنی حکومت خود امن کی دشمن اور کشت وخون پر یقین رکھتی ہے۔ وہ ہمیشہ ان اسباب کو تلاش کرتی ہے، جو جنگ کو دوام بخشنے کا باعث ہوتے ہیں۔ گزشتہ ماہ اشرف غنی نے مجاہدین کو ہتھیار ڈالنے اور مذاکرات کی دعوت دی۔ وہ دوسری جانب غیر ملکی آقاؤں سے بھی خوف زدہ تھے۔ ۲۶ ستمبر کو میڈیا نے رپورٹ شائع کی کہ اشرف غنی نے نیویارک میں امریکی صدر ٹرمپ سے ملاقات کی، جس میں انہوں نے قطر میں امارت اسلامیہ کے سیاسی دفتر کو بند کرنے کے لیے آواز بلند کرنے پر اُکسایا۔ اگر اس مطالبے پر عمل درآمد کیا گیا تو مذاکرات کے دروازے بند ہوجائیں گے اور قابض قوتوں کو افغانستان سے بھگانے پر مجبور کرنے کے لیے مجاہدین کے پاس مزاحمت کے سوا دوسرا کوئی راستہ نہیں بچے گا۔ جب کہ اس تناظر میں یہ واضح رہنا چاہیے کہ اس مزاحمت اور جنگ نتیجے میں قابض دشمن اور کٹھ پتلی حکومت کو اندازے سے بڑھ کر جانی اور مالی نقصان کا سامنا کرنا پڑے گا۔

ذی الحجہ میں ہونے والی کارروائیوں کا جدول

نمبر شمار	صوبہ	کارروائیوں کی تعداد	فدائی حملے	دشمن کے مالی اور جانی نقصانات: صلیبیوں کی اموات	صلیبیوں کے زخمی	اہلکاروں کی ہلاکتیں	اہلکاروں کے زخمی	فوجی گاڑیوں اور چوکیوں کی تباہی	عام شہریوں اور مجاہدین کی جانی نقصانات: مجاہدین کے شہداء	مجاہدین کے زخمی	گاڑیوں کی تباہی
۱-	قندھار	44	1	7		74	5	24	2	3	1
۲-	ہلمند	66	2			217	67	36	3	5	1
۳-	زابل	23				46	18	10	5	4	
٤-	روزگان	18				40	28	6	4	6	
٥-	فراہ	16				30	18	12	2	0	
٦-	غور	10				16	6	1	0	1	
۷-	ہرات	11				13	15	3	0	0	
۸-	نیمروز	9				9	7	3	0	0	
۹-	بادغیس	22				54	28	2	3	3	
۱۰-	فاریاب	42				43	42	6	5	8	
۱۱-	کونڑ	25				23	21	3	0	0	
۱۲-	ننگرہار	15				28	22	7	0	0	
۱۳-	لغمان	10				12	10	3	0	0	
۱٤-	نورستان	5				19	30	1	1	0	
۱٥-	کابل	22	1			40	15	11	1	0	
۱٦-	میدان وردگ	44				44	16	16	0	3	
۱۷-	غزنی	33				65	43	13	1	3	
۱۸-	خوست	21				26	17	4	0	0	
۱۹-	لوگر	18		20	4	35	28	8	2	0	
۲۰-	کاپیسا	9				14	12	1	0	0	
۲۱-	پروان	9	1	5	10	12	16	3	3	0	1
۲۲-	پکتیکا	9				14	14	2	0	0	
۲۳-	پکتیا	18				85	77	5	4	4	
۲٤-	قندوز	9				41	19	2	14	10	
۲٥-	بغلان	11				16	9	3	0	3	
۲٦-	تخار	6				4	6	2	1	0	
۲۷-	سمنگان										
۲۸-	بدخشان	2				2	3	0	0	0	
۲۹-	بامیان										
۳۰-	بلخ	8				27	11	5	0	0	
۳۱-	جوزجان	3				7	10	4	0	0	
۳۲-	دای کنڈی	7				12	11	1	0	0	
۳۳-	سرپل	3				1	0	1	0	0	
۳٤-	پنجشیر										
مجموعہ		548	5	32	14	1069	624	198	51	53	3

ANCOP
186

SHARIAT

Monthly Islamic Magazine

6th Year October 2017

چوں کہ دین اسلام ہمارا دستور ہے، آئین اور ضابطۂ حیات ہے۔ اسے نافذ کرنا فرض ہے۔

اب طریقۂ کار کیا ہو؟ اس کے لیے سمجھ لیں کہ اسلام کے تمام شعبے اہم ہیں۔ البتہ یہ 'جان دار' اسلام کی تازگی کی کھلی نشانی ہے کہ موقع بموقع اسلام کے شعبۂ کار واقعات و حالات کے تناظر میں "اہم" اور "اہم ترین" کے درجوں میں داخل ہو جاتے ہیں۔

اس "بنیادی فہم" کے بعد جاننا چاہیے کہ "امت مسلمہ کی عظمت کی بحالی کی ذمہ داری" اور "اسلامی نظام کے قیام کے فرض عین" کے تناظر میں اور موجودہ دور کے حوالے سے؛

جہاد ہی وہ آخری حل ہے، جو مذکورہ دونوں مقاصد تک پہنچنے کا شرعی اور ناگزیر راستہ ہے!